اُردو

بال بھارتی

ساتویں جماعت

سرکاری فیصلہ نمبر : ابھیاس-۲۱۱۶/ (پر۔نمبر۱۶/۴۳) ایس ڈی-۴ مؤرّخہ ۲۵/اپریل ۲۰۱۶ء کے مطابق قائم کی گئی
رابطہ کار کمیٹی کی نشست مؤرّخہ ۳/مارچ ۲۰۱۷ء میں اس کتاب کو درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

اُردو

بال بھارتی

ساتویں جماعت

بازو میں دیا ہوا ’کیو-آر کوڈ‘ نیز اس کتاب میں دیگر مقامات پر دیے ہوئے ’کیو-آر کوڈ‘ اسمارٹ فون کے ذریعے اسکین کیے جاسکتے ہیں۔ اسکین کرنے پر ہمیں اس درسی کتاب کی درس و تدریس کے لیے مفید لنک/لنکس (URL) دستیاب ہوں گے۔

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

پہلا ایڈیشن : 2017

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ -۴
نئے نصاب کے مطابق مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہ کیا جائے۔

- ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط (صدر)
- سلیم شہزاد (رکن)
- سلام بن رزّاق (رکن)
- احمد اقبال (رکن)
- ڈاکٹر قمر شریف (رکن)
- مشتاق بونجکر (رکن)
- ڈاکٹر محمد اسداللہ (رکن)
- بیگم ریحانہ احمد (رکن)
- فاروق سیّد (رکن)
- خان حسنین عاقب (رکنِ مجلسِ مشاورت)
- خان نویدالحق انعام الحق (رکن سکریٹری)

پیش لفظ

عزیز طلبہ!

ساتویں جماعت میں آپ کا استقبال ہے۔

'اُردو بال بھارتی' ساتویں جماعت کے لیے آپ کو پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرّت ہورہی ہے۔ آپ پہلی جماعت سے اُردو زبان پڑھتے آ رہے ہیں۔ کئی مضامین اور نظمیں آپ نے پڑھی ہیں اور کئی مشہور و معروف مصنفوں کی تحریروں اور شاعروں کے کلام کا مطالعہ کیا ہے۔ گزشتہ کتابوں میں شائع کئی کہانیوں سے آپ لطف اندوز ہوئے اور آپ نے کئی سرگرمیاں مکمل کی ہیں۔ اب آپ اپنے اردگرد موجود تحریروں کو پڑھتے ہوں گے۔ اب آپ ساتویں جماعت میں آ چکے ہیں جہاں آپ مزید معیاری مواد کی تعلیم حاصل کریں گے اور زبان کو سمجھنے کی آپ کی صلاحیت مزید فروغ پائے گی۔

اُردو صرف ایک مضمون کا نام نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ایک تہذیب جڑی ہوئی ہے۔ آپ اپنی روزمرہ زندگی میں ہمیشہ اُردو استعمال کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ اسکول میں آپ دیگر مضامین اُردو زبان ہی میں پڑھتے ہیں۔ معیاری اُردو زبان کے استعمال پر زیادہ زور دیا جانا چاہیے۔ لہٰذا آپ کو اُردو مضمون پر جتنا عبور حاصل ہوگا، دوسرے مضامین کو سمجھنا اتنا ہی آسان ہوگا۔ ہمارا مقصد آپ میں یہ خوداعتمادی پیدا کرنا ہے کہ آپ اپنی زبان کو بہتر طور پر استعمال کرسکیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ میں سوالات پوچھنے کی صلاحیت پیدا ہو، آپ نئے علوم وفنون حاصل کریں اور تخلیقی اندازِ فکر اپنائیں اور تخلیق سے مسرت حاصل کریں۔ اسی لیے ہم چاہتے ہیں کہ درسی کتاب میں موجود مشقوں اور سرگرمیوں میں آپ زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اس کتاب کی آموزش کے دوران آپ کو جو بھی مشکل یا پریشانی محسوس ہو بلاخوف اپنے استاد کے سامنے اس کا اظہار کریں۔ کتاب میں ایسی کئی سرگرمیاں شامل ہیں جن سے آپ بذاتِ خود علم حاصل کرنے کے قابل بن سکیں گے۔ ان سرگرمیوں میں آپ جتنا حصہ لیں گے اتنا ہی زیادہ علم آپ حاصل کریں گے۔

کتاب کے مواد کے بارے میں آپ کے تاثرات جان کر ہمیں بہت خوشی ہوگی۔

اُمید ہے کہ سال بھر آپ کی آموزش مسرت بخش ہوگی۔

آپ کی عمدہ تعلیم اور بہتر مستقبل کے لیے نیک خواہشات!

(ڈاکٹر سنیل مگر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ -۴

پونہ۔
تاریخ : ۲۸/ مارچ ۲۰۱۷ء

Co-ordinator :
Khan Navedul Haque Inamul Haque
Special Officer for Urdu, Balbharati

D.T.P. & Layout:
Sayyed Asif Nisar,
Yusra Graphics,
Shop No. 5, Anamay Building,
305, Somwar Peth, Pune - 411 011

Artist : Shri Rajendra Girdhari

Cover : Smt. Abha Bhagwat

Production:
Shri Sachitanand Aphale,
Chief Production Officer
Shri Sachin Mehta, Prod. Officer
Shri Nitin Wani, Asstt. Prod. Officer

Paper: 70 GSM Creamwove

Print Order : N/PB/2017-18/25,000

Printer : M/S. KAMLESH OFFSET, KOLHAPUR

Publisher :
Shri Vivek Uttam Gosavi
Controller,
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 400 025

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے **عوام** متانت و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو

ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں

اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛

مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،

اور ان سب میں

اُخوّت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتّحاد اور

سالمیت کا تیقّن ہو؛

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین

ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،

وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَن گَن مَن - اَدِھ نایک جَیَہ ہے
بھارَت - بھاگیہ وِدھاتا۔

پنجاب، سِندھ، گجرات، مَراٹھا
دراوِڑ، اُتکل، بنگ،

وِندھیہ، ہِماچَل، یَمُنا، گنگا،
اُچّھل جَل دِھ تَرَنگ،

تَو شُبھ نامے جاگے، تَو شُبھ آ شِس ماگے،
گاہے تَو جَیَہ گاتھا،

جَن گَن منگل دایک جَیَہ ہے،
بھارَت - بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گوناگوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

ہدایات برائے اساتذہ

* تعلیمی سال کے آغاز پر ابتدائی جانچ کے ذریعے بچوں کی ذہنی سطح کا تعین کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حسبِ ضرورت تمام بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ ان میں مطلوبہ استعداد پیدا ہو جائے۔
* اس درسی کتاب کا اہم مقصد زباندانی ہے۔ اسباق کی تدریس سے قبل اس سے واقفیت حاصل کریں۔ کتاب کی ابتدا میں دیے ہوئے نصاب میں آموزش کی حاصل/مطلوبہ استعداد کی نشاندہی کی گئی ہے۔
* اس کتاب کے اسباق کو چار اکائیوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر اکائی میں نظم اور نثر کے اسباق شامل کیے گئے ہیں۔ کون سے مہینے کس اکائی کی تکمیل کی جائے، اس کے لیے اساتذہ اپنی سہولت کے مطابق اسباق کی ماہانہ تقسیم کرنے کے مجاز ہیں۔
* اسباق کی تکمیل سے مراد بچوں میں مطلوبہ استعداد کا حصول ہے۔ بچوں میں ہر استعداد کا حصول زیادہ سے زیادہ ہو، اس کے بعد ہی دوسرا سبق شروع کرنا بہتر ہوگا۔
* بچوں میں غور و فکر کی عادت ڈالنے اور سبق کی جانب رغبت دلانے کے لیے بعض اسباق سے پہلے مفہوم و موضوع سے متعلق کچھ مواد تمہید کے طور پر شامل کیا گیا ہے جس کا مقصد بچوں میں زبان کی تفہیم اور گفتگو کرنے کی صلاحیتوں کو فروغ دینا ہے۔ اس تمہید کو 'پہلی بات' کی ذیلی سرخی دی گئی ہے۔ 'جان پہچان' کی سرخی کے تحت شاعر یا ادیب کا تعارف کرایا گیا ہے۔ یہ مواد بھی تدریس میں شامل ہے۔
* جن الفاظ کے معنی بچے نہیں جانتے، وہ انھیں دوسروں سے معلوم کریں یا اساتذہ خود انھیں لغت کے ذریعے معنی تلاش کرنے کی ترغیب دیں۔ درسی کتاب کے ہر سبق کے بعد سبق میں آنے والے مشکل الفاظ کے معنی و اشارات کی فہمائش کر دی گئی ہے۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ بچے بہر صورت انفرادی طور پر سبق کا مطالعہ کریں۔
* سبق کی نوعیت کے مطابق اساتذہ تدریسی حکمتِ عملی کا انتخاب کریں۔ تدریسی طریقہ کوئی بھی ہو مگر بچوں کو سوال کرنے کا موقع فراہم کرنا اور سبق میں تمام بچوں کی شرکت کو ممکن بنانا اہم ہے۔
* درسی کتاب کی کہانیوں کی تدریس کے وقت کہانی کا کچھ حصہ اس طرح بیان کیا جائے کہ باقی حصہ بچے اپنے طور پر سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے اور ان میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ان سے کہانی کا مطالعہ کروایا جائے۔
* اساتذہ بچوں کو ایسا موقع فراہم کریں کہ وہ اسباق کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ ان کے اظہارِ خیال کو رد نہ کیا جائے، نیز ان کی بیان کی ہوئی خوبیوں اور خامیوں کا بغور تجزیہ کریں۔ مختلف زاویوں سے بچوں کو سوچنے کا موقع دیں مثلاً سبق میں بیان کردہ حالات میں اگر وہ ہوتے تو کیا کرتے؟
* تدریسی و اکتسابی سرگرمیوں کے بعد مشقوں کا اہتمام حسب ذیل طریقے پر کرنا مناسب ہے:

  i. ایک جملے والے جوابات پورے جملے میں بولے اور لکھوائے جائیں۔ اسی طرح دیگر سوالوں کے جوابات بھی پورے جملوں میں لکھوائیں۔

  ii. گزشتہ کی طرح مشقوں کے لیے الگ الگ عنوانات کے تحت ذیلی سرخیاں قائم کی گئی ہیں جن کا مقصد بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو فروغ دے کر ان کے لسانی اور جمالیاتی ذوق کو پروان چڑھانا ہے۔ ان کے علاوہ ذیلی سرخیوں کا مقصد متعلقہ مشقوں کی وضاحت بھی ہے۔

  iii. مشق کا اہتمام اجتماعی سرگرمی کے طور پر کیا جائے۔

  iv. اجتماعی بحث کے بعد مشقیں انفرادی طور پر حل کروائیں۔

v. سوالوں کے جوابات تمام بچوں سے اخذ کیے جائیں، غلطیوں کی تصحیح کو انفرادی طور پر لکھوائیں۔

vi. لفظوں کا کھیل سے بچوں میں جستجو کا مادّہ، زبان سیکھنے کا شوق اور غور وفکر کو فروغ حاصل ہوگا۔ ان کھیلوں کا مقصد طلبہ سے سرزد ہونے والی غلطیوں کا ازالہ ہے۔ مزید یہ کہ ان کے ذریعے زبان کی خوبیوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

vii. تعلیمی سرگرمیوں/منصوبوں کے بارے میں بچوں کو آگاہ کریں اور عملی طور پر گروپ میں ان کی تکمیل کروائیں۔ مشقوں میں 'تلاش وجستجو' اور 'لفظوں کا کھیل' کے تحت سرگرمیاں ہی شامل کی گئی ہیں۔ اس بات کو ذہن نشین رکھ کر منصوبوں اور سرگرمیوں کے لیے مدرسے کی لائبریری کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ منصوبوں کی نمائش کا اہتمام ضروری ہے۔ منصوبوں کو مدرسے کی لائبریری میں محفوظ رکھیں۔

viii. 'آیئے زبان سیکھیں' کے تحت قواعد کے بعض تصورات کو آسان تر زبان میں سمجھایا گیا ہے۔ ان پر دی گئی مشقیں حل کرنے سے قبل بچوں کو سمجھانے کے لیے زیادہ سے زیادہ مثالیں دیں۔ اس کے بعد طلبہ کو اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ انفرادی طور پر زبان کے ایسے ہی دوسرے جملے بنا سکیں۔

* اساتذہ مختلف تعلیمی، علمی، سیاحتی، سائنسی، معلوماتی وغیرہ اردو/ انگریزی ویب سائٹس کے بارے میں طلبہ کو معلومات فراہم کرتے رہیں۔
* اقدار کی تعلیم کے تحت اقدار کی نشاندہی بھی کرتے رہیں۔
* بعض اسباق کے اختتام پر 'عبارت آموزی' عنوان کے تحت مختلف اقتباسات شامل کیے گئے ہیں اور ان کی جانچ کے لیے سوالات دیے ہوئے ہیں۔ یہ سوالات بچوں کے لیے ہیں تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کا اندازہ لگا سکیں اور انھیں اپنے لفظوں میں واضح کرسکیں۔ اس کے بعد جس مطلوبہ تعلیمی استعداد میں بچے زیادہ کمزور ہوں، اسے دور کرکے مطلوبہ معیار تک لانے کی کوشش کی جائے۔ اساتذہ دورانِ تدریس مزید اقتباسات شامل کرکے عورتوں کی تعلیم، جدید ٹیکنالوجی وغیرہ موضوعات کا احاطہ کریں۔
* جس سبق کی تدریس کی جارہی ہو، اس کی مناسبت سے درج ذیل تعلیمی قدروں پر مباحثہ کروائیں مثلاً انسانی واخلاقی اقدار، تہذیب وتمدن، وطن دوستی، مساوات، انسانیت، سائنسی نقطۂ نظر، ماحول کا تحفظ، خصوصی توجہ کے مستحق بچوں سے ہمدردی وغیرہ کے لیے طلبہ کے برتاؤ میں تبدیلی کی کوشش کریں۔
* مسلسل اور ہمہ جہت جانچ کے تحت استعداد کے مطابق بچوں کی ترقی درج کرتے رہیں۔ اپنی اسکول کی سالانہ منصوبہ بندی کے مطابق میقاتی جانچ منعقد کریں۔
* بچوں سے روزانہ ڈائری لکھوائیں، اس کے لیے ان کے پاس ایک بیاض ہونی چاہیے۔ مطالعہ کی گئی کتابوں، سنے ہوئے اسباق، تعلیمی سرگرمیوں اور منصوبوں کی بنیاد پر ڈائری لکھنے کا بچوں کو پابند بنائیں۔ ان کو اپنے خیالات واحساسات کا اظہار تحریری طور پر کرنے کی خصوصی ترغیب دیں۔

قدر پیمائی:

۱۔ درسی کتاب میں طلبہ کی صلاحیتوں کی جانچ کے لیے زبانی، تحریری اور تفویضی طریقے استعمال کیے جائیں۔

۲۔ طلبہ کی معلومات اور صلاحیتوں میں اضافے کے لیے مستقل جانچ پر زور دیا جائے۔

۳۔ کمزور طلبہ کی قدر پیمائی کے لیے معالجاتی طریقے اپنائے جائیں۔

۴۔ قدر پیمائی میں والدین اور سرپرستوں کی شرکت کو ضروری قرار دیا جائے تاکہ ان کے ذریعے کی گئی جانچ کے نتائج کو استاد اپنے اندراجات کا حصہ بنا سکے۔

۵۔ قدر پیمائی کے روایتی طریقوں کے ساتھ ہی ان میں تنوّع کا بھی خیال رکھا جائے۔

صلاحیتوں کا تعین - ساتویں جماعت (اُردو زبان)

ساتویں جماعت کے اختتام پر طلبہ میں درج ذیل صلاحیتوں کا فروغ متوقع ہے۔

سننا	بولنا	پڑھنا	لکھنا	مطالعہ کی صلاحیت	قواعد
۱۔ ریڈیو، ٹی وی پر ثقافتی، تعلیمی اور کھیل کود کی اُردو خبریں اور گیت اور کہانیاں سننا۔ ۲۔ عوامی جگہوں کے اعلانات کو غور سے سننا۔ ۳۔ سنی ہوئی باتوں کو سمجھنا۔ سیاق و سباق سے ان کے معانی اخذ کرنا۔ گھریلو اور روزمرہ زندگی سے متعلق قرب و جوار کے مسائل سمجھ کر ان کے حل تلاش کرنا۔ ۴۔ لطیفوں ، نظموں ، گیتوں اور مباحثوں سے لطف اندوز ہونا۔ ۵۔ آڈیو سی ڈی کے ذریعے شعرا کا کلام، اجتماعی گیت اور مہمان مقررین کی تقریریں سننا۔ ۶۔ سنے ہوئے الفاظ کے معانی کی تفہیم۔ عوامی بول چال کی زبان اور ریڈیو اور ٹی وی کی زبان کے فرق کی تفہیم ہونا۔	۱۔ نظموں، گیتوں اور اجتماعی گیتوں کو آواز کے اُتار چڑھاؤ اور حرکات و سکنات کے ساتھ ادا کرنا۔ ۲۔ مختلف ادبی اصناف کو ان کے مخصوص لب و لہجے میں پیش کرنا۔ ۳۔ دورانِ گفتگو بزرگوں کی باتیں سن کر دوستوں کو رائے دینا۔ گھریلو اور سماجی مسائل کی بحث میں حسبِ مراتب گفتگو کرنا نیز برموقع اپنے خیالات واضح، صاف اور مناسب الفاظ میں خود اعتمادی کے ساتھ بیان کرنا۔ ۴۔ گھر، اسکول اور قرب و جوار کی معاشرتی سرگرمیوں میں شریک ہونا۔ ۵۔ مختلف عمر کے افراد کے ساتھ موقع کی مناسبت سے واضح لفظوں میں گفتگو کرنا۔ ۶۔ دیے ہوئے موضوع پر مدلل اظہارِ خیال کرنا۔	۱۔ مختلف ادبی اصناف کی عبارتوں کو مخصوص لب و لہجے میں پڑھنا۔ منظومات کو ترنم سے پڑھنا۔ ۲۔ مقررہ وقت میں سمجھ کر مناسب رفتار سے خاموش مطالعہ کرنا۔ ۳۔ مناسب اُتار چڑھاؤ کے ساتھ رموزِ اوقاف کا خیال رکھتے ہوئے عبارت کو سمجھ کر بامعنی بلند خوانی کرنا۔ ۴۔ دی ہوئی عبارت کو سمجھ کر پڑھنا اور اسے مناسب عنوان دینا۔ ۵۔ نظم و نثر کی چند اصناف کو پڑھ کر ان کے خواص سے آگاہی حاصل کرنا۔ ۶۔ اخبار، رسالے اور غیر درسی کتاب میں چھپے بچوں کے ادب کو سمجھ کر پڑھنا اور اس سے لطف اندوز ہونا۔ ۷۔ انٹرنیٹ پر دستیاب تعلیمی ویب سائٹس پر دی ہوئی معلومات پڑھنا۔ ۸۔ لغت / انسائیکلوپیڈیا میں دیا ہوا حوالہ جاتی مواد پڑھنا۔	۱۔ لکھنے کے اُصولوں کے مطابق مناسب رفتار سے املا نویسی اور نقل نویسی کرنا۔ ۲۔ سنی اور پڑھی ہوئی عبارت کے اہم نکات کو اپنے لفظوں میں لکھنا۔ ۳۔ دیے ہوئے موضوع پر دو تین مربوط پیراگراف لکھنا۔ ۴۔ اپنی تحریر میں روزمرہ، ضرب الامثال اور محاوروں کو موقع محل کے مطابق استعمال کرنا۔ ۵۔ اسکول کے دستی رسالے کے لیے مضامین لکھنا۔ ۶۔ تصویر اور کسی چشم دید واقعے کو اپنے الفاظ میں لکھنا۔ ۷۔ دیے ہوئے موضوع پر سوالات، نعرے، اطلاعاتی تختے، ہدایات وغیرہ کے ذریعے تحریری صلاحیت کو فروغ دینا۔ ۸۔ سفر / جلسے کی روداد اور روزنامچہ تیار کرنا۔ ۹۔ دیے ہوئے خاکے کی مدد سے کہانی یا مضمون مکمل کرنا۔	۱۔ حوالے کے لیے لغت کا استعمال کرنا۔ ۲۔ متن کی روشنی میں خاکہ تیار کرنا اور خاکے کے اہم نکات کی مدد سے عبارت تیار کرنا۔ ۳۔ محاوروں اور کہاوتوں کا روزمرہ زندگی میں استعمال کرنا۔ ایک معنی والے محاوروں کو بیان کرنا۔ ۴۔ محاوروں، کہاوتوں اور اقوالِ زرین کا ذخیرہ کرنا۔ ۵۔ جدید تعلیمی وسائل کا استعمال کرکے زبان کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ ۶۔ مختلف اصنافِ ادب کی سرسری معلومات حاصل کرنا۔ ۷۔ اضافی مطالعے کے لیے دیے گئے مواد سے اصنافِ ادب کی پہچان ہونا۔	۱۔ بیانیہ، امریہ، استفہامیہ، استفہامیہ اقراری / انکاری جملوں کی معنوی قسموں کی پہچان کرتا ہے۔ ۲۔ مرکب لفظوں کی شناخت کرتا ہے۔ ۳۔ فعل کے زمانوں کی شناخت کرتا ہے۔ ۴۔ محاوروں اور کہاوتوں کا استعمال کرتا ہے۔ ۵۔ ترکیبوں سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ ۶۔ شعری صنعتوں کی پہچان کرتا ہے۔

فہرست

نمبر شمار	اسباق	صنف	موضوعات	شاعر/مصنف	صفحہ نمبر
	پہلی اکائی				
۱۔	مناجات	نظم	دعا	آغا حشر کاشمیری	۱
۲۔	حضرت عثمان غنیؓ	سوانح	اخلاق و سیرت	سلیم شہزاد	۴
۳۔	سکوتِ شام	نظم	منظر نگاری، ماحولیات	حامد اللہ افسر میرٹھی	۹
۴۔	بوڑھی کاکی	کہانی	آپسی اور سماجی رشتے	پریم چند	۱۲
۵۔	علم	نظم	عام معلومات	فانی بدایونی	۱۸
۶۔	میں نے مکان بنایا	ترجمہ/مہماتی کہانی	اپنی مدد آپ	ڈینیل ڈیفو	۲۱
	دوسری اکائی				
۷۔	گیت	گیت	حمدیہ	آرزو لکھنوی	۲۵
۸۔	خوجی کی بہادری	کہانی	طنز و مزاح	رتن ناتھ سرشار	۲۸
۹۔	ابرِ بہار	نظم	ماحولیات	تلوک چند محروم	۳۳
۱۰۔	شیخ الہند مولانا محمود الحسن	مضمون	مجاہدِ آزادی	ادارہ	۳۶
۱۱۔	آج عید گاہ میں	نظم	تہوار	نظیر اکبر آبادی	۴۰
۱۲۔	مرچ نامہ	مضمون	لطفِ زبان	خواجہ حسن نظامی	۴۴
	تیسری اکائی				
۱۳۔	مرغِ اسیر کی نصیحت	نظم	ادبِ عالیہ کا تعارف	پنڈت دیا شنکر نسیم	۴۸
۱۴۔	آخری گلاب	کہانی	سماجی رشتے	ماخوذ	۵۱
۱۵۔	کسان	نظم	زراعت/شخصیت	احسان دانش	۵۶
۱۶۔	ہزاروں سال لمبی رات	کہانی	انسانی نفسیات	رتن سنگھ	۵۹
۱۷۔	ریل کا سفر	نظم	ثقافت	سیّد ضمیر جعفری	۶۳
۱۸۔	قطبِ جنوبی کا مہم جو	مضمون	سیاحت، مہم جوئی	ادارہ	۶۷
	چوتھی اکائی				
۱۹۔	خاکِ وطن	نظم	وطن سے محبت	جاں نثار اختر	۷۲
۲۰۔	ایک مکڑا اور مکھی	ڈراما	خوشامد کی مذمت	میرزا ادیب	۷۴
۲۱۔	رباعیات	نظم	اخلاقیات	اکبر، انیس، یگانہ، امجد	۸۲
۲۲۔	مچھلیوں کا شکار	کہانی	طنز و مزاح	شفیق الرحمٰن	۸۴
۲۳۔	گنیس ورلڈ ریکارڈز	مضمون	عام معلومات	ڈاکٹر قمر شریف	۸۸
۲۴۔	سفرنامۂ بمبئی	سفرنامہ	انسانی رشتے	علامہ اقبال	۹۲
۲۵۔	غزلیات	نظم		شاد، ندا، ابن صفی، رفیعہ شبنم عابدی	۹۶
۲۶۔	خطوط	خطوط نگاری	معاشرت	ڈپٹی نذیر احمد، اکبر الہ آبادی	۱۰۱

۱۔ مناجات

آغا حشرؔ کاشمیری

پہلی بات :
ایک مرتبہ کسی بستی میں بہت دنوں تک بارش نہیں ہوئی۔ تمام لوگ پریشان ہوگئے۔ کسان فکرمند تھے کہ بارش نہ ہوئی تو کھیتوں میں فصل نہ ہوگی اور فاقوں کی نوبت آجائے گی۔ ایک دن تمام لوگوں نے طے کیا کہ بستی کے باہر جا کر خدا سے دعا کی جائے۔ سب لوگ بستی سے باہر جانے لگے۔ اس بھیڑ میں ایک بوڑھے نے دیکھا کہ ایک بچی ہاتھ میں چھتری لیے چل رہی ہے۔ بوڑھے نے پوچھا، ”بارش تو ہو نہیں رہی ہے، تم چھتری کیوں ساتھ لائی ہو؟“

یہ سن کر بچی نے کہا، ”ہم خدا سے دعا کریں گے تو بارش ہوگی نا، اسی لیے میں چھتری لے کر آئی ہوں۔“

اس ننھی سی بچی کو پورا بھروسا تھا کہ خدا ہماری دعا ضرور قبول کرے گا۔ انسان جب ہر طرف سے مایوس ہوجاتا ہے تو اپنے مالک کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ خدا ہماری دعا قبول کرے گا اس یقین اور تڑپ کے ساتھ جب دعا مانگی جاتی ہے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔

مناجات ایسی نظم ہے جس میں حمد و ثنا کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے۔

جان پہچان :
اُردو کے مشہور ڈراما نگار آغا حشرؔ کاشمیری ۳؍ اپریل ۱۸۷۹ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام آغا محمد شاہ تھا۔ ۱۸؍ برس کی عمر میں انھوں نے اپنا پہلا ڈراما ’آفتابِ محبت‘ لکھا۔ انھوں نے ممبئی کی چند تھیئٹریکل کمپنیوں سے وابستہ ہونے کے بعد شیکسپیئر تھیئٹریکل کمپنی قائم کی۔ آغا حشرؔ کاشمیری نے کئی ڈرامے قلم بند کیے جن میں ’یہودی کی لڑکی، رستم و سہراب، صیدِ ہوس، ترکی حور اور خوابِ ہستی‘ قابلِ ذکر ہیں۔ آغا حشرؔ کاشمیری شاعر بھی تھے۔ اپنے ڈراموں میں انھوں نے بہت سے گیت اور نظمیں بھی شامل کی ہیں۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو ! ہٹ جاؤ ، دے دو راہ جانے کے لیے

اے دعا ! ہاں عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا ! اب پھیر دے رُخ گردشِ ایام کے

ڈھونڈتے ہیں اب مُداوا سوزشِ غم کے لیے
کر رہے ہیں زخمِ دل فریاد مرہم کے لیے

صلح تھی کل جن سے ، اب وہ برسرِ پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں در پَے آزار ہیں

رحم کر ، اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

اک نظر ہوجائے آقا ! اب ہمارے حال پر
ڈال دے پردے ہماری شامتِ اعمال پر

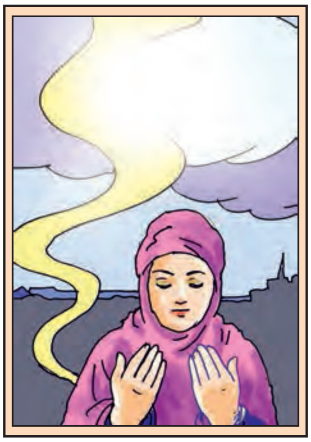

خَلق کے راندے ہوئے ، دُنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
خوار ہیں ، بدکار ہیں ، ڈوبے ہوئے ذِلّت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوبؐ کی اُمّت میں ہیں
حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بُت کہ مُسلم کا خدا کوئی نہیں

خلاصۂ کلام: اس نظم میں شاعر خدا کے حضور اپنی فریاد پیش کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اے بادلو! راستے سے ہٹ جاؤ اور میری فریاد کو آسمان پر جانے کے لیے راستہ دو۔ وہ اپنی آہوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تم خدا سے یہ التجا کرو کہ اے خدا! ہمارے مصیبت بھرے دنوں کو پھیر دے۔ ہم اپنے دل کے زخموں کا علاج ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہماری حالت اس قدر بگڑ چکی ہے کہ ہمارے ساتھ مل جل کر رہنے والے ہم سے لڑنے اور تکلیف پہنچانے پر تلے ہیں۔ ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما۔ ہم دنیا کے ٹھکرائے ہوئے سہی مگر تیرے پیارے نبیؐ کی اُمت میں ہیں۔ اگر تو نے ہمارے حال پر رحم نہ کیا تو بتوں کو ماننے والے ہمیں طعنہ دیں گے کہ مسلمانوں کا کوئی خدا نہیں۔

معنی و اشارات

عرشِ الٰہی – خدا کا تخت
ایام – یوم کی جمع، دن
گردشِ ایام – دنوں کی گردش مراد بدنصیبی
مداوا – علاج
سوزش – جلن، تکلیف
برسرِ پیکار – لڑائی پر آمادہ
درپئے آزار – تکلیف پہنچانے پر آمادہ

آئینِ کرم – اللہ تعالیٰ کا رحم کرنے کا اُصول
ڈال دے پردے ہماری شامتِ اعمال پر – ہمارے بُرے کاموں کو معاف کر دے
راندے ہوئے – دھتکارے ہوئے
خوار – ذلیل، رُسوا
حق پرست – اللہ تعالیٰ کو ماننے والا
دلجوئی کرنا – تسلی دینا

مشق

✤ ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ آغا حشر کاشمیری کے دو ڈراموں کے نام لکھیے۔
۲۔ آہ فلک پر کیوں جاتی ہے؟
۳۔ برسرِ پیکار کون ہیں؟
۴۔ درپئے آزار کون ہیں؟
۵۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حق پرستوں کی دلجوئی نہیں کی تو کیا ہوگا؟

✤ مختصر جواب لکھیے:

۱۔ مناجات اور حمد میں کیا فرق ہے؟
۲۔ شاعر نے اپنی تکلیفیں کس طرح بیان کی ہیں؟
۳۔ شاعر نے اپنی دعا کو پُر اثر بنانے کے لیے کیا کہا ہے؟

تلاش و جستجو

۱۔ 'عرشِ الٰہی' ایک اضافی ترکیب ہے جس میں دو لفظوں کو زیر لگا کر جوڑا گیا ہے۔
نظم سے ایسی دوسری مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

۲۔ مناجات سے وہ مصرعے تلاش کر کے لکھیے جن میں ذیل کے مفہوم ہوں۔

الف۔ اے اللہ! ہماری پریشانیاں دور کر دے۔

ب۔ ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال دے۔

ج۔ ہم بہت گنہگار ہیں لیکن ہم مسلمان ہیں۔

وسعت میرے بیان کی

✤ **نیچے دیے ہوئے شعر کی تشریح کیجیے:**

رحم کر ، اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

✤ **نظم کی مدد سے اشعار مکمل کیجیے:**

۱۔ اے دعا ! ہاں عرض کر ....
اے خدا ! اب پھیر دے ....

۲۔ ڈھونڈتے ہیں اب مداوا ....
کر رہے ہیں زخمِ دل ....

لغت کا استعمال

۱۔ 'خَلق' کے معنی ہیں دنیا کے لوگ، تمام جاندار، کائنات۔ نیچے دیے ہوئے دائروں میں اس لفظ سے ملتے جلتے الفاظ دیے گئے ہیں۔ لغت میں ان کے معنی تلاش کیجیے۔

خِلق ، خلائق ، مخلوق ، خِلقت ، خلقت

خُلق ، خِلقی ، خالق ، خلیق

اخلاق ، خلّاق ، تخلیق

۲۔ لغت میں تلاش کر کے درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:
راہ ، عرض ، گردش ، شامتِ اعمال ، آئین ، محبوب

بات سے بات چلے

✤ اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر چند ایسی دعاؤں کا تذکرہ کیجیے جن میں اپنے والدین، رشتے دار، ملک اور ساری دنیا کی بھلائی کی تمنا کی گئی ہو۔

سرگرمی/منصوبہ:

۱۔ اپنے استاد یا والدین کی مدد سے دعا کی قبولیت کے اہم مواقع اور مقامات کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ کسی اور شاعر کی مناجات حاصل کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔

اضافی معلومات

شاعری میں بعض اوقات اللہ، رسولؐ اور بزرگانِ دین کا ذکر ہوتا ہے۔ ایسی شاعری کو 'حمد، نعت اور منقبت' کہتے ہیں۔

حمد : اللہ کی تعریف کو کہتے ہیں۔ ایسی نظم میں اللہ تعالیٰ کی صفات، اس کی پاکی، اس کی بزرگی اور اس کے رحم و کرم کا ذکر ہوتا ہے۔

دعا : ہر بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر اس سے مدد چاہتا ہے۔ اللہ کے سامنے گڑگڑا کر مانگنے کو دعا کہتے ہیں۔

مناجات : مناجات بھی ایک قسم کی دعا ہے مگر مناجات میں بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پہلے اس کی بڑائی بیان کرتا ہے، اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے پھر اپنی ضرورت پیش کرتا ہے۔

نعت : حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تعریف کو نعت کہتے ہیں۔ نعت میں حضورؐ کی سوانح، اخلاق، کردار، آپؐ کی زندگی کے واقعات وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

منقبت : حضورؐ کے رشتے دار، عزیز و اقارب، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کا ذکر جس نظم میں کیا جاتا ہے اسے منقبت کہتے ہیں۔

۲۔ حضرت عثمان غنیؓ

سلیم شہزاد

پہلی بات : حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد عرب اور اس کے اطراف مسلمانوں کی جو حکومت قائم ہوئی تھی، اس کی نگرانی اور وہاں اسلامی قوانین کو عام کرنے کے لیے جو نظام بنا، اسے خلافت کہتے ہیں۔ آپ پانچویں اور چھٹی جماعت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے بارے میں معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ ان دو اصحابؓ کے بعد حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ بنائے گئے۔ تاریخ میں ان چار اصحابؓ کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہا جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کی اشاعت کا زمانہ تھا۔ اسلامی تعلیم اور اسلامی معاشرے پر ان ملکوں کے اثرات بھی پڑنے لگے تھے۔ خاص طور پر ایرانی تصوّرات نے اہمیت حاصل کر لی تھی۔ اس کا اثر حضرت عثمانؓ کی خلافت پر بھی پڑا۔

ذیل کے سبق میں آپؓ کی عظیم شخصیت اور خلافت کے چند واقعات پیش کیے جا رہے ہیں۔

جان پہچان : سلیم شہزاد یکم جون ۱۹۴۹ء کو دھولیہ (مہاراشٹر) میں پیدا ہوئے۔ مالیگاؤں میں تعلیم حاصل کی اور درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا۔ اُردو اور انگریزی ادب کی تمام اصناف پر ان کی گہری نظر ہے۔ تنقیدی کتابوں کے علاوہ انھوں نے لغات اور اُردو قواعد پر بھی کتابیں لکھیں۔ 'فرہنگِ ادبیات، دعا؛ پر منتشر، جیم سے جملے تک' اور 'ویر گاتھا' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

مدینے میں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ اناج اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے لوگ بہت پریشان تھے۔ ان چیزوں کے لیے لوگوں کو دُور دُور جانا پڑتا تھا۔ مدینے کے ایک حصّے میں یہودی آباد تھے جن کے محلے کے پاس کنواں تھا۔ کنویں کا یہودی مالک اس کا پانی بہت زیادہ قیمت میں فروخت کرتا تھا۔ غریب مسلمانوں نے یہ بات رسول اکرمؐ کو بتائی۔ آپؐ نے اعلان فرمایا کہ لوگوں کو پانی کی تکلیف سے بچا کر اللہ کی خوشنودی کون حاصل کرے گا؟ یہ اعلان سن کر آپؐ کے ایک صحابی کنویں کے مالک سے ملے۔ انھوں نے اس سے کنواں خریدنے کی بات کی۔ بڑی سودے بازی کے بعد یہودی صرف آدھا کنواں فروخت کرنے پر راضی ہوا۔ آدھا کنواں اس شرط پر فروخت کیا گیا کہ ایک دن تو کنواں خریدنے والا اس کا پانی استعمال کرے گا اور دوسرے دن یہودی کنویں کے پانی کا مالک ہوگا۔ کنواں خریدنے والے صحابی نے سودا منظور کر لیا۔ جس دن کنواں ان کا ہوتا، مدینے کے تمام باشندے اس سے مفت پانی حاصل کر لیتے لیکن دوسرے دن یہودی اپنا پانی مسلمانوں کو بہت مہنگے داموں فروخت کرتا۔

تب مسلمانوں نے یہ کیا کہ جس دن کنواں یہودی کا نہ ہوتا، وہ دو دنوں کا پانی جمع کر لیتے۔ اس طرح دوسرے دن یہودی سے پانی خریدنے کوئی نہ جاتا۔ پریشان ہو کر یہودی نے کنواں خریدنے والے صحابی سے کہا کہ میں پورا کنواں بیچنے کے لیے تیار ہوں۔ صحابی نے کنویں کی بقیہ قیمت بھی ادا کر دی اور اسے مدینے کے سبھی باشندوں کے لیے وقف کر دیا۔ کنواں خریدنے والے یہ صحابی حضرت عثمانؓ بن عفّان تھے جو بعد میں مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کا خاندان مکّے کا ایک ممتاز اور بااختیار خاندان تھا جس کا شمار قبیلۂ قریش کے رئیسوں میں ہوتا تھا۔ ان کی والدہ اروی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قریبی رشتہ دار تھیں۔ حضرت عثمانؓ میانہ قد اور مضبوط بدن کے خوب رو شخص تھے۔ یہ بات بھی

مشہور ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عثمانؓ کی بہت زیادہ مشابہت تھی۔

حضرت عثمانؓ نہایت باحیا، صبر کرنے والے، نرم دل اور سخی تھے۔ اپنی سخاوت کی وجہ سے وہ 'غنی' کہلائے۔ وہ صفائی پسند تھے، روزانہ غسل کرتے، صاف سُتھرے کپڑے پہنتے اور خوشبو لگاتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرنا ان کا شعار بن گیا تھا۔ خود سادہ کھانا کھاتے لیکن مہمانوں کو ہمیشہ لذیذ اور عمدہ کھانا کھلاتے تھے۔ خلیفہ بن جانے کے بعد بھی اُنھوں نے کبھی خود کو عام مسلمانوں سے برتر اور افضل نہیں سمجھا۔ وہ سب کے ساتھ بیٹھتے، سب کی عزّت کرتے لیکن کسی سے اپنی تکریم کی خواہش نہ کرتے تھے۔

ایک مرتبہ اپنے ایک ملازم سے کہا کہ میں نے تجھ پر جو زیادتی کی ہے، مجھ سے اس کا بدلہ لے لے اور ضد کر کے اُنھوں نے ملازم سے اپنے کان پکڑوائے۔ جب اس نے نرمی سے ان کے کان پکڑے تو کہا، "بھائی، خوب زور سے پکڑ، کیوں کہ دنیا کا بدلہ آخرت کے بدلے سے آسان ہے۔"

حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ایک بیٹی بی بی رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا تھا۔ مکّے میں جب مسلمانوں پر بہت ظلم ہونے لگا تو وہاں کے کچھ مسلمان آنحضرتؐ کی اجازت سے ملکِ حبش جا کر آباد ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ بھی اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ چند برسوں کے بعد جب یہ بات مشہور ہوئی کہ مکّے کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں تو حضرت عثمانؓ واپس تشریف لے آئے مگر کافروں کے مسلمان ہو جانے کی خبر جھوٹی تھی۔ ان کے ظلم و ستم مسلمانوں پر برابر جاری تھے۔ حضرت عثمانؓ اب رسولِ اکرمؐ کے ساتھ مکّے ہی میں رہے۔ اس کے بعد موقع آیا تو انھوں نے اپنے خاندان کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔ ایک بیماری میں جب بی بی رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تو آنحضرتؐ نے اپنی دوسری بیٹی بی بی اُمِّ کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دے دیا۔ رسول اکرمؐ کی دو بیٹیوں سے نکاح کرنے کے سبب حضرت عثمانؓ 'ذوالنّورین' یعنی دو نور والے کہلائے۔

ایک بار قحط ہی کے زمانے میں حضرت عثمانؓ کے یہاں غلّے سے لدے ہوئے ایک ہزار اونٹ آئے۔ مدینے کے بہت سے تاجر دوڑے ہوئے ان کے پاس پہنچے اور انھوں نے دُگنی قیمت پر غلّے کا سودا کرنا چاہا۔ حضرت عثمانؓ نے انھیں جواب دیا کہ مجھے تو اس مال کے بدلے دس گنا زیادہ قیمت ملنے والی ہے۔ تاجروں کو حیرت ہوئی کہ دس گنا نفع پر ان کا مال کون خریدے گا! حضرت عثمانؓ نے سارا غلّہ ضرورت مند عوام میں تقسیم کر دیا اور تاجروں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب عطا کرتا ہے۔

دنیا والوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے اور مسلمانوں کو مشرکین کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے حضرت عثمانؓ نے رسول اکرمؐ کے ساتھ بہت سی لڑائیوں میں حصّہ لیا۔ عرب کے ایک مقام تبوک میں جب لڑائی کا موقع آیا تو انھوں نے اس لڑائی کے لیے تجارت سے حاصل ہونے والا نفع اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ بہت سارا فوجی ساز و سامان حضرت عثمانؓ نے اپنے خرچ سے مہیّا کیا اور ایک ہزار دینار نقد پیش کیے۔

حضرت عمرؓ بن خطاب کی شہادت کے بعد چھے صحابہؓ کی جماعت نے آپس میں مشورہ کر کے حضرت عثمانؓ کو مسلمانوں کا خلیفہ مقرّر کیا۔ اُن کی خلافت کا زمانہ تقریباً گیارہ سال رہا۔ اپنے زمانۂ خلافت میں انھوں نے حضرت عمرؓ کی بہت سی باتوں پر عمل کیا۔ ان کی اصلاحات سے اسلامی حکومت نے بہت قوّت حاصل کر لی۔ بیرونی ملکوں سے آنے والے جزیے کی رقم میں اضافہ ہو گیا۔

تجارت، زراعت اور تعلیم کو خوب ترقّی ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دَورِ خلافت میں قرآن کا ایک نسخہ امّ المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رکھوایا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے یہ نسخہ منگوا کر اس کی نقلیں تیار کروائیں اور اسلامی ملکوں میں بھجوادیں تا کہ مسلمان آنحضرتؐ سے ثابت شدہ قرأت کے مطابق قرآن کی تلاوت کریں۔ حضرت عثمانؓ کا یہ ایک بڑا دینی کارنامہ ہے۔

حضرت عثمانؓ ایک نرم دل انسان تھے۔ ان کی نرم مزاجی کا فائدہ اُٹھا کر بعض لوگوں نے ان سے خلافت چھوڑ دینے کے لیے کہا۔ انھوں نے جواب دیا، ''اللہ نے جو خِلعت مجھے پہنائی ہے، اس کو میں اپنے ہاتھ سے نہ اتاروں گا۔'' تب یہ لوگ بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور انھوں نے حضرت عثمانؓ کے مکان کو گھیر لیا۔ ایک دن محاصرہ کرنے والوں میں سے کچھ لوگ وہاں آئے۔ حضرت علیؓ کے بڑے بیٹے حضرت حسنؓ نے انھیں روکا مگر باغی انھیں زخمی کرکے مکان میں گُھس گئے۔ اس وقت حضرت عثمانؓ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ اسی حالت میں باغیوں نے انھیں شہید کر دیا۔ اس وقت ان کی عمر اسّی سال سے زیادہ تھی۔

معنی و اشارات

وقف کر دینا	-	عوام کی بھلائی کے لیے اپنی چیز بلا معاوضہ دے دینا
خوبرو	-	خوب صورت
ممتاز	-	باعزّت، نام ور، نمایاں
شِعار	-	طریقہ، عادت
تکریم	-	عزّت
حبش	-	افریقہ کا ایک ملک ایتھوپیا
جزیہ	-	اسلامی حکومت میں رہنے والے غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کے لیے لی جانے والی معمولی رقم
سر اُٹھانا	-	بغاوت کرنا
خِلعت	-	وہ پوشاک جو بادشاہ یا بزرگوں کی طرف سے دی جائے۔ مراد مرتبہ
قرأت	-	مراد قرآن پڑھنے کا طریقہ

مشق

✤ **ایک جملے میں جواب لکھیے:**

۱۔ خلافتِ راشدہ کسے کہتے ہیں؟
۲۔ سلیم شہزاد کی مشہور کتابوں کے نام لکھیے۔
۳۔ مدینے کے لوگ کیوں پریشان تھے؟
۴۔ مسلمانوں کے لیے کنویں سے پانی حاصل کرنا کیوں دشوار تھا؟
۵۔ پانی سے متعلق لوگوں کی شکایت پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اعلان فرمایا؟
۶۔ بی بی رقیہؓ کون تھیں؟
۷۔ حضرت عثمانؓ کو 'ذوالنورین' کیوں کہتے ہیں؟
۸۔ حضرت عثمانؓ نے کس کے ساتھ مدینہ ہجرت کی؟
۹۔ حضرت عثمانؓ کتنے برس خلیفہ رہے؟
۱۰۔ شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ کی عمر کیا تھی؟

✤ **مختصر جواب لکھیے:**

۱۔ یہودی پورا کنواں فروخت کرنے پر کیوں مجبور ہوگیا؟
۲۔ حضرت عثمانؓ کا سراپا چند جملوں میں لکھیے۔
۳۔ حضرت عثمانؓ کے کردار کی خوبیاں بیان کیجیے۔
۴۔ حضرت عثمانؓ کی اصلاحات سے کیا فائدے حاصل ہوئے؟

وسعت میرے بیان کی

✤ **سبق کی روشنی میں ان جملوں کی وضاحت کیجیے :**

ا۔ ”مجھے تو اس مال کے بدلے دس گنا زیادہ قیمت ملنے والی ہے۔“

۲۔ اللہ نے جو خِلعت مجھے پہنائی ہے، اس کو میں اپنے ہاتھ سے نہ اُتاروں گا۔

✤ **وجوہات بیان کیجیے :**

ا۔ حضرت عثمانؓ نے ملازم کو زور سے کان پکڑنے کے لیے کہا۔

۲۔ حضرت حسنؓ نے باغیوں کو مکان میں گھسنے سے روکا۔

زورِ قلم

اس سبق میں حضرت عثمانؓ کے دو سودوں کا ذکر آیا ہے؛ (ا) کنویں کا سودا، (۲) غلے کا سودا۔ ان دونوں سودوں پر پانچ پانچ جملے لکھیے۔

تلاش و جستجو

مختلف صحابہؓ کے 'القاب' جمع کیجیے اور انھیں بیاض میں لکھیے۔

مثلاً حضرت حسینؓ - شہیدِ کربلا

حضرت فاطمہؓ - خاتونِ جنت

حضرت حمزہؓ - ....

حضرت بلالؓ - ....

حضرت خالدؓ بن ولید - ....

حضرت ابوبکرؓ - ....

حضرت عمرؓ - ....

حضرت عثمانؓ - ....

حضرت علیؓ - ....

بول چال

✤ **جملوں میں استعمال کیجیے :**

خوشنودی حاصل کرنا، قیمت ادا کرنا، حیرت ہونا، مشورہ کرنا، محاصرہ کرنا

✤ **خالی جگہ پُر کیجیے :**

ا۔ لوگوں کو پانی کی تکلیف سے بچا کر اللہ کی ....کون حاصل کرے گا؟

۲۔ کنواں خریدنے والے صحابیؓ نے .... منظور کرلیا۔

۳۔ حضرت عثمانؓ کا خاندان مکّے کا ایک .... اور بااختیار خاندان تھا۔

۴۔ ان کی .... کی وجہ سے لوگ انھیں غنی کہتے تھے۔

۵۔ انھوں نے کبھی خود کو عام مسلمانوں سے .... اور .... نہیں سمجھا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا .... عطا کرتا ہے۔

✤ **غور کرکے بتائیے :**

ا۔ یہودی نے حضرت عثمانؓ کو کنواں فروخت کرتے وقت خوب سودے بازی کیوں کی؟

۲۔ مثال دے کر بتائیے کہ حضرت محمدؐ حضرت عثمانؓ سے بہت محبّت کرتے تھے۔

سیدھی بات

✤ **ذیل کے جملے درست کرکے لکھیے :**

ا۔ کبھی عام افضل انھوں نے خود سے نہیں کو مسلمانوں برتر اور سمجھا

۲۔ اپنے ملازم ضد پکڑوائے کرکے انھوں سے کان نے

۳۔ ضرورت سارا تقسیم عوام مند غلہ کردیا میں

۴۔ عمران تھی زیادہ اس وقت کی سے اسّی سال

سرگرمی/منصوبہ :

- عشرۂ مبشرہ میں شامل صحابیوںؓ کے نام معلوم کرکے لکھیے۔

اضافی معلومات

کھجور

رمضان المبارک کے مہینے میں عموماً کھجور سے روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ اس سے جسم کو فوراً توانائی حاصل ہوتی ہے۔ طبّی تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کھجور میں گلوکوز اور فرکٹوز نامی شکر پائی جاتی ہے۔ یہ فوراً ہضم ہوجاتی ہے۔

کھجور میں غذائی ریشے زیادہ ہوتے ہیں جو غذا کے ہاضمے میں مدد کرتے ہیں اور بڑی آنت میں کینسر کا سبب بننے والے کیمیائی مادّوں کو خارج کرتے ہیں۔

کھجور میں فولاد کافی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ یہ خون کے ہیموگلوبن کا اہم جز ہے اور خون کی کمی پر قابو پانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس میں پوٹاشیم بھی قابلِ لحاظ مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ یہ دل کے افعال اور بلڈ پریشر پر قابو رکھتا ہے۔

کھجور کا استعمال اعتدال سے کیا جائے تو یہ جسم میں قوتِ مدافعت پیدا کرتی ہے اور اس کا حد سے زیادہ استعمال جسم پر مضر اثرات ڈالتا ہے۔

سوالات :

۱۔ ہم عموماً روزہ کس چیز سے افطار کرتے ہیں؟

۲۔ بڑی آنت میں کینسر کا سبب بننے والے کیمیائی مادّوں کو کون خارج کرتا ہے؟

۳۔ خون میں ہیموگلوبن کون بڑھاتا ہے؟

۴۔ کھجور کے کیا فائدے ہیں؟

آیئے زبان سیکھیں

جملے کی قسمیں

بیانیہ جملہ : ان جملوں کو پڑھیے :

۱۔ مدینے میں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔

۲۔ صحابی نے کنویں کی بقیہ قیمت بھی ادا کردی۔

۳۔ وہ صفائی پسند تھے۔

۴۔ حضرت عثمانؓ نے سارا غلہ ضرورت مند عوام میں تقسیم کردیا۔

۵۔ ان کی خلافت کا زمانہ تقریباً گیارہ سال رہا۔

ان جملوں سے ہمیں کچھ باتوں کا پتا چلتا ہے مثلاً پہلے جملے سے مدینے میں قحط پڑنے کی خبر معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے جملے بھی ہمیں کچھ باتیں بتاتے ہیں۔ ایسا جملہ جس سے کسی واقعے کی خبر ملتی ہو **'بیانیہ جملہ'** کہلاتا ہے۔

دیے گئے جملوں کے افعال پر غور کیجیے۔

۱۔ قحط پڑا ہوا تھا۔ ۲۔ قیمت ادا کردی۔

۳۔ تقسیم کردیا۔

ان سے پتا چلتا ہے کہ جملوں میں بیان کیے جانے والے کام ہوئے ہیں۔ جب کسی جملے سے کام ہونے یا کرنے کی خبر ملتی ہے تو اسے **'مثبت جملہ'** کہتے ہیں۔

انھی مثالوں کو اس طرح دیکھیے :

۱۔ قحط نہیں پڑا تھا۔ ۲۔ قیمت نہیں ادا کی۔

۳۔ تقسیم نہیں کیا۔

ایک لفظ 'نہیں' بڑھا دینے سے یہ جملے پہلے سے اُلٹ معنی دینے لگے ہیں۔ ایسے جملوں کو **'منفی جملہ'** کہا جاتا ہے۔

سبق میں آپ نے ایسے جملے بھی پڑھے ہیں :

۱۔ جس دن کنواں یہودی کا نہ ہوتا۔

۲۔ یہودی سے پانی خریدنے کوئی نہ جاتا۔

اگر مثبت جملے میں نہیں یا نہ کا اضافہ کردیا جائے تو وہ منفی جملہ بن جاتا ہے۔

- کسی بھی سبق میں سے چند مثبت بیانیہ جملے چن کر انھیں منفی بیانیہ جملوں میں تبدیل کیجیے۔

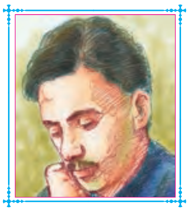

۳۔ سکوتِ شام

حامد اللہ افسرؔ میرٹھی

پہلی بات : پرانے زمانے ہی سے رات اور دن کے چوبیس گھنٹے مقرر ہیں جنھیں آٹھ پہروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تین گھنٹوں کا ایک پہر ہوتا ہے۔ ہم نے اپنی سہولت کے لیے ان کو الگ الگ نام دیے ہیں مثلاً صبح، دوپہر، سہ پہر، شام اور رات کے چار پہر۔
صبح، دوپہر، سہ پہر، شام اور رات میں طرح طرح کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ ذیل کی نظم میں شاعر نے شام کے وقت پیش آنے والے واقعات کا باریک بینی سے مشاہدہ کر کے انھیں خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔

جان پہچان : حامد اللہ افسرؔ میرٹھی ۲۹/ نومبر ۱۸۹۵ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم میرٹھ کے مدرسۂ عالیہ اور دارالعلوم دیوبند میں ہوئی۔ ڈپٹی نذیر احمد کی نگرانی میں انھوں نے دو برس تک دہلی میں عربی تعلیم حاصل کی۔ افسرؔ نے علی گڑھ سے 'نوبہار' نامی ایک رسالہ بھی جاری کیا تھا۔ انھوں نے بچوں کے لیے دلچسپ نظمیں اور مفید مضامین بھی لکھے ہیں۔ 'پیامِ روح' اور 'جوئے رواں' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ 'حیاتِ گاندھی'، 'ماہِ نو' اور 'آسمان کا سایہ' ان کی قابلِ ذکر کتابیں ہیں۔ ۱۹/ اپریل ۱۹۷۴ء کو لکھنؤ میں ان کا انتقال ہوا۔

سکوتِ شام ہے خاموش بستی ہوتی جاتی ہے
مؤذّن کی صدا ہلکی ہوا کے ساتھ آتی ہے
صبا پتّوں سے مل مل کر سُہانے گیت گاتی ہے
کہ اب درماندہ دن کو رات پہلو میں سلاتی ہے

سرُور و اِنبساط و لطف کے ہمراہ شام آئی
نویدِ امن و راحت لائی ، پیغامِ سکوں لائی

شفق پھوٗلی ، فلک پر سرخ بادل کچھ نظر آئے
یہ کیسے لال دیو ، اللہ ! دیواروں کے سر آئے
چمن کی سیر کر کے لوگ اپنے گھر آئے
چھتیں سوٗنی پڑی ہیں ، کھیل کر بچّے اُتر آئے

چراغ اب رفتہ رفتہ ہو چلے روشن مکانوں میں
بسیرے کے لیے جاتی ہیں چڑیاں آشیانوں میں

بجا گھنٹا شِوالے میں ، پجاری نے بھجن گایا
عبادت اور موسیقی نے ہر سوٗ کیف پھیلایا
عقیدت نے بتوں میں بھی خدا کا حسن دِکھلایا
کچھ ایسا درد تھا آواز میں ، دلِ سُن کے بھر آیا

خموشی میں یکا یک گونج اٹھے دیوار و در سب ہی
سڑک پر چلنے والے جھوم کر گانے لگے خود بھی

سیہ پوش ہوتا جاتا ہے جہاں آہستہ آہستہ
اندھیرا ہو چلا ہے حکمراں آہستہ آہستہ
مٹا جاتا ہے اب دن کا نشاں آہستہ آہستہ
لیے آتی ہے شب امن و اماں آہستہ آہستہ

خموشی چھا رہی ہے ، شور و غل کم ہوتا جاتا ہے
اُجالا گھٹ چلا ، تاریک عالم ہوتا جاتا ہے

خلاصۂ کلام

اس نظم میں شاعر نے شام کی پُرسکون فضا میں پیش آنے والے واقعات خوب صورت انداز میں بیان کیے ہیں۔ دن بھر کے ہنگامے ختم ہوتے ہی ہر طرف خاموشی چھانے لگتی ہے۔ شام کی ٹھنڈی ہوا سے پتے ہلنے لگتے ہیں۔ خاموش فضا میں ان کی آواز ایسی محسوس ہوتی ہے گویا وہ تھکے ہوئے دن کو رات کے پہلو میں گیت گا گا کر سُلا رہے ہوں۔ شام لطف، خوشی اور امن کا پیغام لے کر آتی ہے۔ شفق کی لالی آسمان پر پھیل جاتی ہے اور بادلوں کی مختلف شکلیں دیوی کی طرح دِکھائی دینے لگتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا یہ بادل دیواروں پر اُتر آئے ہوں۔ لوگ چمن کی سیر سے گھروں کو واپس آتے ہیں۔ پرندے آشیانوں کی طرف لوٹنے لگتے ہیں۔ مؤذّن کی آواز سنائی دیتی ہے اور مندروں میں پجاری بھجن گاتے ہیں۔ ہر طرف شام کا دھندلکا پھیل جاتا ہے۔

معنی و اشارات

سکوت	–	خاموشی	نویدِ امن وراحت	–	خوشی اور امن کی خوش خبری
درماندہ	–	تھکا ہوا	شوالا	–	مندر
سرور وانبساط	–	خوشی	کیف	–	سرور، خوشی
شفق	–	وہ سرخی جو سورج کے نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے آسمان پر نمودار ہوتی ہے۔	سیہ پوش ہونا	–	مراد شام ہو جانا

مشق

✤ ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ دن اور رات میں کتنے پہر ہوتے ہیں؟
۲۔ افسر نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی؟
۳۔ سہانے گیت کون گاتا ہے؟
۴۔ شام کیا لائی ہے؟
۵۔ شاعر نے سرخ بادلوں کو کیا کہا ہے؟
۶۔ چھتیں کیوں سُونی پڑی ہیں؟
۷۔ آواز سن کر دل کیوں بھر آیا؟

✤ مختصر جواب لکھیے:

۱۔ شام کے وقت ماحول میں کون سی آوازیں سنائی دے رہی ہیں؟
۲۔ شام کے بڑھتے ہوئے اندھیرے کو شاعر نے کس طرح بیان کیا ہے؟

✤ مناسب جوڑیاں لگائیے:

۱۔	مؤذّن کی صدا	(الف)	گونج اُٹھے
۲۔	پجاری نے	(ب)	جھوم کر گانے لگے
۳۔	دیوار و در	(ج)	بھجن گایا
۴۔	سڑک پر چلنے والے	(د)	سہانے گیت گاتی ہے
۵۔	صبا	(ہ)	ہلکی ہوا کے ساتھ آتی ہے

تلاش و جستجو

'بسیرے کے لیے جاتی ہیں چڑیاں آشیانوں میں' اس مصرعے میں پیش کیے گئے خیال سے ملتے جلتے مفہوم والا مصرعہ نظم میں تلاش کر کے لکھیے۔

وسعت میرے بیان کی

اس نظم کے درج ذیل بند کا مطلب لکھیے۔

سیہ پوش ہوتا جاتا ہے جہاں آہستہ آہستہ
اندھیرا ہو چلا ہے حکمراں آہستہ آہستہ

مٹا جاتا ہے اب دن کا نشاں آہستہ آہستہ
لیے آتی ہے شب امن و اماں آہستہ آہستہ
خموشی چھا رہی ہے، شور وغل کم ہوتا جاتا ہے
اُجالا گھٹ چلا ، تاریک عالم ہوتا جاتا ہے

غور کرکے بتائیے

شاعر نے دن کو درماندہ کیوں کہا ہے؟

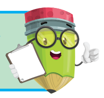

آئیے! کرکے دیکھیں۔

ا۔ اس نظم میں پیش کیے گئے خیالات کا اپنے الفاظ میں بیان۔
۲۔ گزرے ہوئے کل کے واقعات اور معمولات کا بیان۔

عبارت آموزی

✤ **درج ذیل اقتباس پڑھ کر نیچے دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیے۔**

سہ پہر مجھے اس لیے بھی بھلی لگتی ہے کہ اس میں سارے پہروں کا حسن شامل ہے۔ جس طرح رات کا گھنا اندھیرا چھا جانے سے پہلے شام کی دھندلی، خنک اور خاموش فضا پُرکیف معلوم ہوتی ہے، اسی طرح سہ پہر میں بھی صبح وشام کی ساری رعنائیاں سمٹ آتی ہیں۔ سہ پہر میں آنے والی شام کی جھلک بھی ہوتی ہے اور ڈھلتے ہوئے دن کے بخیر گزرنے کی خوشی بھی۔ سہ پہر کا وقت وہ ہوتا ہے جب دن چڑھا ہوا بھی ہوتا ہے اور ڈوبتا بھی دِکھائی دیتا ہے۔

سوالات :

ا۔ مصنف کو سہ پہر کیوں بھلی لگتی ہے؟
۲۔ شام کی فضا عام طور پر کیسی ہوتی ہے؟
۳۔ دن بھر میں آپ کو کون سا وقت پسند ہے اور کیوں؟

سرگرمی/منصوبہ :

طلوعِ آفتاب کے منظر کا مشاہدہ کیجیے اور چند سطروں میں اسے بیان کیجیے۔

لفظوں کا کھیل

ذیل میں دیے ہوئے الفاظ میں بعض لفظ ایسے ہیں جن کا صرف پہلا حرف نکالنے سے ایک نیا لفظ بنتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا صرف آخری حرف الگ کرنے پر نیا لفظ بنتا ہے۔ اس کھیل کو کھلانے کے لیے جماعت کے دو گروہ بنائے جائیں۔ پہلے گروہ کا کھلاڑی پہلا حرف کم کرکے الفاظ بنائے اور اسی طرح دوسرے گروہ کا ایک کھلاڑی کسی لفظ کے آخری حرف کو کم کرکے نیا لفظ بنائے۔ جو گروہ پہلے زیادہ لفظ بنائے استاد اسے فاتح قرار دیں اور اس کی ہمت افزائی کریں۔

مثلاً محل سے حل
مینار سے مینا

الفاظ :

تحسین	شربتی	ترنگ
تھکان	سمندر	رشک
مقدم	شباب	چشمہ
گلوری	بھنورا	کمان
قدرت	مسافرت	مورت
اسلام	بادل	ڈاکو
خلافت	پانی	بندر
چرخ	بلندی	خطاب
تنفس	جبین	دستک
تہمت	پتنگا	چاندی
عہدہ	شرم	مجال
بلبلا	بازی	جلال

استاد اسی کھیل کو دوسرے طریقے سے بھی کھلا سکتا ہے۔ وہ ایسے الفاظ کا انتخاب کرے جن کے پہلے یا بعد میں حرف بڑھا کر نئے لفظ بنائے جا سکیں۔

مثلاً حسن سے محسن، لاش سے تلاش، تلاش سے تلاشی، چوکھٹ سے چوکھٹا۔

۴۔ بوڑھی کاکی

پریم چند

پہلی بات : بوڑھے والدین اور دوسرے بزرگوں کی عزت اور ان کی خدمت کرنا انسانی اخلاق میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ہر مذہب کی تعلیم میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ ماں باپ کا خیال رکھنا اولاد کا فرض ہے۔ خاص طور پر جب ان کی عمر زیادہ ہوجائے تو ان کی خدمت اور صحت کی طرف اولاد کو دھیان دینا چاہیے۔ ایک دفعہ ایک نوجوان نے رسولِ اکرمؐ سے شکایت کی کہ میرے والد ہمیشہ مجھ سے کچھ نہ کچھ مانگتے رہتے ہیں۔ کیا یہ مناسب ہے؟ رسول اللہؐ نے اس کے والد کو بلا کر اس کی شکایت سے آگاہ کیا۔ بوڑھا باپ یہ سن کر رونے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کو پال پوس کر بڑا کیا۔ جو کچھ میرے پاس تھا، سب اس کی پرورش پر خرچ کر دیا۔ اب میں بوڑھا اور کمزور ہوگیا ہوں اور کمانے کے لائق نہیں تو یہ میری ضروریات پوری کرنے سے انکار کرتا ہے۔

حضورؐ بوڑھے کی بات سن کر آبدیدہ ہوگئے اور نوجوان سے فرمایا: اے نوجوان! سن، تو اور تیرا مال سب کچھ تیرے والد کی ملکیت ہے۔ پھر آپؐ نے نوجوان کو نصیحت کی کہ اپنے بوڑھے والد کی خدمت کرتا رہے۔ درج ذیل کہانی میں بھی بزرگوں سے حسنِ سلوک کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

جان پہچان : پریم چند کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔ پہلے وہ نواب رائے کے نام سے کہانیاں لکھتے تھے بعد میں پریم چند کے نام سے لکھنے لگے۔ وہ ۱۸۸۰ء میں بنارس کے ایک گاؤں لمہی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے گاؤں میں حاصل کی۔ بعد میں پرائمری اسکول میں مدرّس ہوگئے۔ انھیں بچپن سے لکھنے کا شوق تھا۔ ۱۹۰۸ء میں ان کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ 'سوزِ وطن' کے نام سے شائع ہوا جس پر انگریزی حکومت نے پابندی عائد کردی تھی۔ ۱۹۲۱ء میں انھوں نے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے کر ادب اور صحافت کو اپنا پیشہ بنالیا۔ پریم چند نے اپنے افسانوں اور ناولوں کے ذریعے وطن دوستی، سماجی اصلاح اور قومی یکجہتی کو فروغ دیا۔ انھوں نے تقریباً تین سو افسانے لکھے۔ 'گئودان، میدانِ عمل، چوگانِ ہستی، بازارِ حسن، پردۂ مجاز وغیرہ اُن کے مشہور ناول ہیں۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو بنارس میں ان کا انتقال ہوا۔

بُڑھاپا اکثر بچپن کا دَورِ ثانی ہوا کرتا ہے۔ بوڑھی کاکی میں ذائقے کے سِوا کوئی حس باقی نہ تھی۔ آنکھیں، ہاتھ، پیر سب جواب دے چکے تھے۔ زمین پر پڑی رہتیں اور جب گھر والے کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف کرتے، کھانے کا وقت ٹل جاتا یا مقدار کافی نہ ہوتی یا بازار سے کوئی چیز آتی اور انھیں نہ ملتی تو رونے لگتی تھیں۔ ان کے شوہر کو مرے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا تھا۔ سات بیٹے جوان ہو ہو کر داغ دے گئے تھے اور اب ایک بھتیجے کے سوا دنیا میں ان کا کوئی نہ تھا۔ اسی بھتیجے کے نام انھوں نے ساری جائداد لکھ دی تھی۔ ان حضرت نے لکھاتے وقت تو خوب لمبے چوڑے وعدے کیے تھے لیکن وہ وعدے دلالوں کے سبز باغ تھے۔ اگرچہ اس جائداد کی سالانہ آمدنی ڈیڑھ دو سو روپے سے کم نہ تھی لیکن بوڑھی کاکی کو پیٹ بھر رُوکھا دانہ بھی مشکل سے ملتا تھا۔

بدھ رام کو کبھی کبھی اپنی بے انصافی کا احساس ہوتا۔ وہ سوچتے کہ اس جائداد کی بدولت میں اس وقت بھلا آدمی بنا بیٹھا ہوں اور اگر زبانی تشفّی سے صورتِ حال میں کچھ اصلاح ہوسکتی تو انھیں مطلق دریغ نہ ہوتا لیکن مزید خرچ کا خوف ان کی نیکی کو دبائے رکھتا تھا۔ اس کے برعکس اگر دروازے پر کوئی بھلا مانس بیٹھا ہوتا اور بوڑھی کاکی اپنا نغمۂ بے ہنگام شروع کر دیتیں تو وہ آگ ہوجاتے تھے اور گھر میں آکر انھیں ڈانٹتے تھے۔ لڑکے والد کا یہ رنگ دیکھ کر بوڑھی کاکی کو اور بھی دق کرتے۔

سارے گھر میں اگر کسی کو کاکی سے محبت تھی تو وہ بدھ رام کی چھوٹی لڑکی لاڈلی تھی۔ لاڈلی اپنے دونوں بھائیوں کے خوف سے

اپنے حصّے کی مٹھائی یا چبینا بوڑھی کاکی کے پاس بیٹھ کر کھایا کرتی تھی۔

رات کا وقت تھا۔ بدھ رام کے دروازے پر شہنائی بج رہی تھی۔ آج بدھ رام کے بڑے لڑکے سکھ رام کا تلک آیا ہے۔ یہ اسی کا جشن ہے۔ گھر میں مستوٗرات گا رہی تھیں اور رؤپا مہمانوں کی دعوت کا سامان کرنے میں مصروٗف تھی۔ بھٹیوں پر کڑھاؤ چڑھے ہوئے تھے۔ ایک میں پؤریاں کچوریاں نکل رہی تھیں، دوسرے میں سموسے۔ ایک بڑے ہنڈے میں مسالے دار ترکاری پک رہی تھی۔ گھی اور مسالے کی اشتہا انگیز خوشبوٗ چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔

بؤڑھی کاکی اپنی اندھیری کوٹھری میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ یہ لذّت آمیز خوشبو انھیں بے تاب کر رہی تھی۔ ان کی چشمِ خیال میں پؤریوں کی تصویر ناچنے لگی۔ خوٗب لال لال پھوٗلی پھوٗلی نرم نرم ہوں گی۔ ایک پؤری ملتی تو ذرا ہاتھ میں لے کر دیکھتی۔ کیوں نہ چل کر کڑھاؤ کے سامنے ہی بیٹھوں۔

اس طرح فیصلہ کر کے بوڑھی کاکی اکڑؤں بیٹھ کر ہاتھوں کے بل کھسکتی ہوئی بمشکل تمام چوکھٹ سے اُتریں اور دھیرے دھیرے رینگتی ہوئی کڑھاؤ کے پاس جا بیٹھیں۔ رؤپا اس وقت ایک سراسیمگی کی حالت میں تھی۔ کبھی اِس کمرے میں جاتی، کبھی اُس کمرے میں۔ کبھی کڑھاؤ کے پاس، کبھی کوٹھے پر۔ بیچاری اکیلی عورت چاروں طرف دوڑتے دوڑتے حیران ہو رہی تھی۔ جھنجھلاتی تھی، کڑھتی تھی پر غصّہ باہر نکلنے کا موقع نہ پاتا تھا۔ اسی کشمکش کے عالم میں اس نے بوڑھی کاکی کو کڑھاؤ کے پاس بیٹھے دیکھا تو جل گئی۔ غصّہ نہ رُک سکا۔ جیسے مینڈک کیچوے پر جھپٹتا ہے، اسی طرح وہ بوڑھی کاکی پر جھپٹی اور انھیں دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑ کر بولی، ''ایسے پیٹ میں آگ لگے۔ پیٹ ہے کہ آگ کا کُنڈ۔ کوٹھری میں بیٹھتے کیا دَم گُھٹتا تھا۔ ابھی مہمانوں نے نہیں کھایا۔ دیوتاؤں کا بھوگ تک نہیں لگا۔ تب تک صبر نہ ہو سکا۔ آ کر چھاتی پر سوار ہو گئیں۔ بھلا چاہتی ہو تو جا کر کوٹھری میں بیٹھو۔ جب گھر کے لوگ لگیں گے تو تمھیں بھی ملے گا۔ تم کوئی دیوی نہیں ہو کہ چاہے کسی کے منہ میں پانی تک نہ جائے لیکن پہلے تمھاری پوجا کرے۔''

بؤڑھی کاکی نے سر نہ اُٹھایا، نہ روئیں نہ بولیں؛ چپ چاپ رینگتی ہوئی وہاں سے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ صدمہ ایسا سخت تھا کہ دِل و دماغ کی ساری قوّتیں اس طرف رجوٗع ہو گئی تھیں۔

کھانا تیار ہو گیا۔ آنگن میں پتّل پڑ گئے۔ مہمان کھانے لگے۔ بؤڑھی کاکی اپنی کوٹھری میں جا کر پچھتا رہی تھیں کہ کہاں سے کہاں گئی۔ انھیں رؤپا پر غصّہ نہیں تھا۔ اپنی عُجلت پر افسوس تھا۔ سچ تو ہے، جب تک مہمان کھا نہ چکیں گے، گھر والے کیسے کھائیں گے۔ مجھ سے اتنی دیر بھی نہ رہا گیا۔ اب جب تک کوئی بُلانے نہ آئے گا، نہ جاؤں گی۔

دِل میں یہ فیصلہ کر کے وہ خموشی سے بُلاوے کا انتظار کرنے لگیں۔ انھیں ایک ایک لمحہ ایک ایک گھنٹا معلوم ہوتا تھا۔ اب پتّل بچھ گئے ہوں گے۔ معلؤم ہوتا ہے لوگ کھانے پر بیٹھ گئے۔ پھر انھیں لگا کہ بہت دیر ہو گئی ہے۔ کیا اتنی دیر تک لوگ کھا ہی رہے ہوں گے۔ کسی کی بول چال سنائی نہیں دیتی۔ ضرؤر لوگ کھا پی کے چلے گئے۔ مجھے کوئی بُلانے نہیں آیا۔ رؤپا چڑ گئی ہے، کیا جانے کہ نہ بُلائے۔ سوچتی ہو کہ آپ ہی آئیں گی۔ کوئی مہمان نہیں کہ بُلا کر لاؤں۔

بؤڑھی کاکی چلنے کے لیے تیار ہوئیں۔ انھوں نے دل میں طرح طرح کے منصوٗبے باندھے، ''پہلے ترکاری سے پؤریاں کھاؤں گی، پھر دہی اور شکر سے۔ کچوریاں رائتے کے ساتھ مزیدار معلوم ہوں گی۔ چاہے کوئی بُرا مانے یا بھلا، میں تو مانگ مانگ کر کھاؤں گی۔''

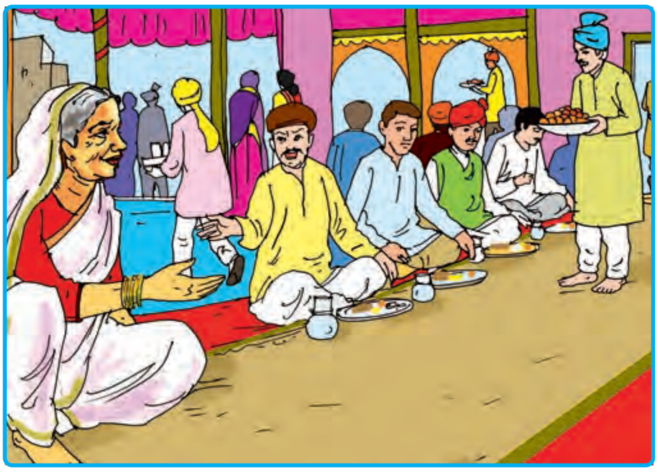

بوڑھی کاکی اکڑوں بیٹھ کر ہاتھوں کے بل کھسکتی ہوئی آنگن میں آئیں۔ مہمانوں کی جماعت ابھی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ رینگتی ہوئی ان کے بیچ میں جا پہنچیں۔ کئی آدمی چونک کر اُٹھ کھڑے ہوئے، آوازیں آئیں، ''ارے، یہ کون بڑھیا ہے؟''

پنڈت بدھ رام کاکی کو دیکھتے ہی غصّے سے تلملا گئے۔ پؤریوں کا تھال لیے کھڑے تھے۔ تھال کو زمین پر پٹک دیا اور جس طرح بے رحم ساہوکار اپنے کسی مفرور اسامی کو دیکھتے ہی جھپٹ کر اس کا ٹیٹوا لیتا ہے، اسی طرح لپک کر انھوں نے بوڑھی کاکی کے دونوں شانے پکڑے اور گھسیٹتے ہوئے لاکر اندھیری کوٹھری میں دھم سے گرا دیا۔

مہمانوں نے کھانا کھایا۔ گھر والوں نے کھایا۔ باجے والے، دھوبی چمار بھی کھا چکے لیکن بوڑھی کاکی کو کسی نے نہ پوٗچھا۔ بدھ رام اور روٗپا دونوں ہی انھیں ان کی بے حیائی کی سزا دینے کا تصفیہ کر چکے تھے۔ ان کے بڑھاپے پر، بے کسی پر، فتورِ عقل پر کسی کو ترس نہیں آتا تھا۔ اکیلی لاڈلی ان کے لیے کڑھ رہی تھی۔

دونوں بار جب اس کی ماں اور باپ نے کاکی کو بے رحمی سے گھسیٹا تو لاڈلی کا کلیجا بیٹھ کر رہ گیا۔ وہ جھنجھلا رہی تھی کہ یہ لوگ کاکی کو کیوں بہت سی پؤریاں نہیں دے دیتے۔ وہ کاکی کے پاس جا کر انھیں تشفّی دینا چاہتی تھی لیکن ماں کے خوف سے نہ جاتی تھی۔ اس نے اپنے حصّے کی پؤریاں بھی نہ کھائی تھیں۔ وہ یہ پؤریاں کاکی کے پاس لے جانا چاہتی تھی۔ بوڑھی کاکی میری آواز سنتے ہی اُٹھ بیٹھیں گی۔ پؤریاں دیکھ کر کیسی خوش ہوں گی۔ مجھے خوب پیار کریں گی۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ روٗپا آنگن میں پڑی سو رہی تھی۔ لاڈلی کی آنکھوں میں نیند نہ تھی۔ کاکی کو پؤریاں کھلانے کی خوشی اسے سونے نہ دیتی تھی۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ امّاں غافل سو رہی ہیں تو وہ چپکے سے اُٹھی، پٹاری اٹھائی اور بوڑھی کاکی کی کوٹھری کی طرف چلی۔

بوڑھی کاکی کو محض اتنا یاد تھا کہ کسی نے میرے شانے پکڑے، پھر انھیں ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی پہاڑ پر اُڑائے لیے جاتا ہے۔ ان کے پیر بار بار پتھروں سے ٹکرائے۔ تب کسی نے انھیں پہاڑ پر سے پٹک دیا۔ وہ بے ہوش ہو گئیں۔

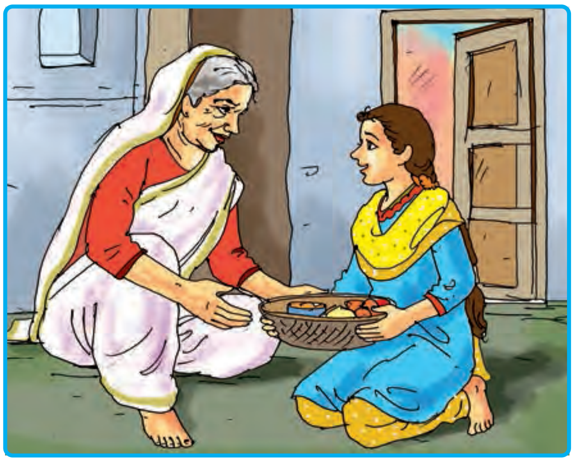

یکایک ان کے کان میں آواز آئی ''کاکی اُٹھو، میں پؤریاں لائی ہوں۔''

کاکی نے لاڈلی کی آواز پہچانی۔ چٹ پٹ اٹھ بیٹھیں۔ دونوں ہاتھوں سے لاڈلی کو ٹٹولا اور اسے گود میں بٹھا لیا۔ لاڈلی نے پؤریاں نکال کر دیں۔ کاکی نے پوچھا، ''کیا تمھاری امّاں نے دی ہیں؟''

لاڈلی نے فخر سے کہا، ''نہیں، یہ میرے حصّے کی ہیں۔''

کاکی پؤریوں پر ٹوٹ پڑیں۔ پانچ منٹ میں پٹاری خالی ہو گئی۔ لاڈلی

نے پوچھا، ''کاکی پیٹ بھر گیا؟''

جیسے تھوڑی سی بارش ٹھنڈک کی جگہ اور بھی حبس پیدا کر دیتی ہے، اسی طرح ان چند پوریوں نے کاکی کی اشتہا اور رغبت کو اور بھی تیز کر دیا تھا۔ بولیں، ''نہیں، بیٹی جا کے امّاں سے اور مانگ لاؤ۔''

لاڈلی نے کہا، ''اماں سوتی ہیں۔ جگاؤں گی تو ماریں گی۔''

کاکی نے پٹاری کو پھر ٹٹولا۔ اس میں چند ریزے گرے تھے۔ انھیں نکال کر کھا گئیں۔ بار بار ہونٹ چاٹتی تھیں۔ چٹخارے بھرتی تھیں۔ یکایک لاڈلی سے بولیں، ''میرا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے چلو جہاں مہمانوں نے بیٹھ کر کھانا کھایا تھا۔''

لاڈلی ان کا منشا نہ سمجھ سکی۔ اس نے کاکی کا ہاتھ پکڑا اور انھیں لا کر جھوٹے پتّلوں کے پاس بٹھا دیا اور غریب بھوک کی ماری بڑھیا پتّلوں سے پوریوں کے ٹکڑے چن چن کر کھانے لگی۔ دہی کتنا لذیذ تھا۔ سالن کتنا مزیدار، کچوریاں کتنی سلونی، سموسے کتنے خستہ اور نرم!

عین اسی وقت رؤپا کی آنکھ کھُلی۔ اسے معلوم ہوا کہ لاڈلی پاس نہیں ہے۔ چونکی، چار پائی کے اِدھر اُدھر تاکنے لگی کہ کہیں لڑکی نیچے تو نہیں گر پڑی۔ اسے وہاں نہ پا کر وہ اُٹھ بیٹھی تو کیا دیکھتی ہے کہ لاڈلی جھوٹے پتّلوں کے پاس چپ چاپ کھڑی ہے اور بوڑھی کاکی پتّلوں پر سے پوریوں کے ٹکڑے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہی ہیں۔ رؤپا کا کلیجا سَن سے ہو گیا۔ یہ وہ نظارہ تھا جس سے دیکھنے والوں کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔ درد اور خوف سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس کو اپنی خود غرضی اور بے انصافی آج تک کبھی اتنی صفائی سے نظر نہ آئی تھی۔ ہائے میں کتنی بے رحم ہوں! جس کی جائداد سے مجھے دو سو روپے سال کی آمدنی ہو رہی ہے، اس کی یہ درگت اور میرے کارن۔ اے ایشور! مجھ سے بڑا بھاری گناہ ہوا ہے۔ مجھے معاف کر دو۔

رؤپا نے چراغ جلایا۔ اپنے بھنڈارے کا دروازہ کھولا اور ایک تھالی میں کھانے کی سب چیزیں لیے ہوئے بوڑھی کاکی کی طرف چلی۔

''کاکی اُٹھو، کھانا کھالو۔'' رؤپا نے رِقّت آمیز لہجے میں کہا، ''مجھ سے آج بڑی بھول ہوئی۔ اس کا بُرا نہ ماننا۔ پرماتما سے دعا کرو کہ وہ میری خطا معاف کر دے۔''

بھولے بھالے بچّے کی طرح جو مٹھائیاں پا کر مار اور گھُرکیاں سب بھول جاتا ہے، بوڑھی کاکی بیٹھی ہوئی کھانا کھا رہی تھیں۔ ان کے ایک ایک روئیں سے سچی دعائیں نکل رہی تھیں اور رؤپا بیٹھی یہ رؤحانی نظارہ دیکھ رہی تھی۔

معنی و اشارات

دورِ ثانی	-	دوسرا دور
داغ دینا	-	مرجانا
سبز باغ	-	جھوٹے وعدے
تشفّی	-	تسلّی
دریغ	-	ہچکچاہٹ
نغمۂ بے ہنگام	-	مراد غیر ضروری بات
دق کرنا	-	ستانا، پریشان کرنا
تلک آنا	-	رشتہ پکا ہونا
اشتہا انگیز	-	بھوک بڑھانے والا
چشمِ خیال	-	تصوّر

سراسیمگی	-	گھبراہٹ
جل گئی	-	مراد ناراض ہوگئی
کُنڈ	-	چولھا
بھوگ	-	چڑھاوا
رجوع ہونا	-	متوجہ ہونا
پتّل	-	پتّوں سے بنی ہوئی تھالی
مفرور	-	فرار ہونے والا
اسامی	-	شخص

ٹیٹوا لینا	-	گلا پکڑ لینا
تصفیہ	-	فیصلہ
گھڑکیاں	-	ڈانٹ ڈپٹ
درگت	-	بُری حالت
کارن	-	وجہ
بھنڈارا	-	جہاں کھانے پینے کی چیزیں رکھی جاتی ہیں، رسوئی
رِقّت آمیز	-	درد بھرا

مشق

✤ ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ ہر مذہب کی کیا تعلیم ہے؟

۲۔ حضورؐ نے نوجوان کو کیا نصیحت کی؟

۳۔ مصنف کی کس کتاب پر انگریز حکومت نے پابندی عائد کی تھی؟

۴۔ مصنف نے بُڑھاپے کو کیا کہا ہے؟

۵۔ بوڑھی کاکی کے کتنے بیٹے تھے؟

۶۔ لڑکے بوڑھی کاکی کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے؟

۷۔ بوڑھی کاکی سے کسے محبت تھی؟

۸۔ رؤپا کون تھی؟

۹۔ تلک کس کا آیا تھا؟

۱۰۔ بوڑھی کاکی کو کس بات کا افسوس تھا؟

۱۱۔ لاڈلی بوڑھی کاکی کے لیے کیا لائی؟

۱۲۔ بوڑھی کاکی جھوٹے پتّلوں کے پاس بیٹھ کر کیا کر رہی تھی؟

✤ مختصر جواب لکھیے :

۱۔ بوڑھی کاکی رونے کیوں لگتی تھیں؟

۲۔ بوڑھی کاکی کے خیال میں پوریوں کا تصوّر کیسا تھا؟

۳۔ بوڑھی کاکی کو کڑھاؤ کے پاس بیٹھے دیکھ کر رؤپا نے کیا کہا؟

۴۔ پنڈت بدھ رام نے غصّے میں کیا کِیا؟

۵۔ بوڑھی کاکی نے دل میں کس طرح کے منصوبے باندھے؟

✤ مفصّل جواب لکھیے :

۱۔ بدھ رام کو جب اپنی بے انصافی کا احساس ہوتا تو وہ کیا سوچتے؟

۲۔ جب رؤپا کی آنکھ کُھلی تو اس نے کیا دیکھا؟

۳۔ آخر میں رؤپا نے کیا کِیا؟

تلاش و جستجو

✤ سبق کی مدد سے صحیح لفظ کا انتخاب کر کے ذیل کے جملوں کو مکمل کیجیے :

۱۔ پریم چند کا اصل نام............. تھا۔
(نواب رائے / دھنپت رائے)

۲۔ بڑھاپا اکثر بچپن کا .... ہوتا ہے۔
(دَورِ ثانی / دَورِ آخر)

۳۔ بوڑھی کاکی میں .... کے سوا کوئی حس باقی نہ تھی۔ (ذائقہ / بھوک)

۴۔ اُن کے شوہر کو مرے ہوئے ایک ...... گزر گیا تھا۔
(عرصہ / زمانہ)

۵۔ بوڑھی کاکی اپنی اندھیری............. میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ (کوٹھری / گلی)

۶۔ بوڑھی کاکی .... ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ (چلتی / رینگتی)

۷۔ پنڈت بدھ رام کاکی کو دیکھتے ہی .... سے تلملا گئے۔ (تکلیف / غصّے)

۸۔ لاڈلی ان کا .... نہ سمجھ سکی۔ (منشا / منصوبہ)

۹۔ اے .... مجھ سے بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ (ایشور / بھگوان)

وسعت میرے بیان کی

✤ سبق کی روشنی میں ان جملوں کی وضاحت کیجیے :

۱۔ سات بیٹے جوان ہو ہو کر داغ دے گئے۔

۲۔ بوڑھی کاکی اپنا نغمۂ بے ہنگام شروع کر دیتیں۔

۳۔ ان کے بڑھاپے پر، بے کسی پر، فتورِ عقل پر کسی کو ترس نہیں آتا تھا۔

۴۔ ان چند پوریوں نے کاکی کی اشتہا اور رغبت کو اور بھی تیز کر دیا تھا۔

۵۔ اُنھیں ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی پہاڑ پر اُڑائے لیے جاتا ہے۔

لغت کا استعمال

✤ لغت کی مدد سے ذیل کے الفاظ کے معنی تلاش کر کے حروفِ تہجی کی ترتیب میں لکھیے :

مستورات ، عجلت ، فتور ، منشا ، رغبت

✤ لذت آمیز کے معنی لذیذ ہیں۔ اسی طرح مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لغت میں تلاش کر کے بیاض میں لکھیے :

تضحیک آمیز ، کم آمیز ، طنز آمیز ، رنگ آمیز

بول چال

✤ درج ذیل محاوروں کے معنی بتا کر جملوں میں استعمال کیجیے :

کلیجا سَن سے ہونا ، دل کانپ اُٹھنا

چٹخارے بھرنا ، کلیجا بیٹھ جانا

منصوبے باندھنا ، ٹیٹوا لینا

چھاتی پر سوار ہونا ، آگ ہونا

سرگرمی/منصوبہ :

اسکول کی لائبریری سے پریم چند کے افسانوں کا مجموعہ 'واردات' حاصل کر کے پڑھیے اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھوائیے۔

آئیے زبان سیکھیں

استفہامیہ جملہ : آپ جتنے اسباق پڑھ چکے ہیں ان کی مشقوں میں پوچھے جانے والے سوالات ایک بار پھر پڑھیے۔ جیسے

۱۔ آہ فلک پر کیوں جاتی ہے؟

۲۔ رحم لانے کے لیے آہ کہاں جاتی ہے؟

۳۔ بی بی رقیّہ کون تھیں؟

۴۔ شام کی فضا عام طور پر کیسی ہوتی ہے؟

۵۔ شاعر نے سرخ بادلوں کو کیا کہا ہے؟

آپ جانتے ہیں کہ یہ سوالات بھی جملے ہیں لیکن ان میں کچھ باتیں پوچھی گئی ہیں یعنی سوال کیے گئے ہیں۔ جس جملے میں کوئی بات پوچھی جاتی ہے یا کسی اسم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو ایسے جملے کو 'استفہامیہ جملہ' کہتے ہیں یعنی سوالیہ جملہ۔

ایسے جملے کے خاتمے پر سوالیہ نشان (؟) لگایا جاتا ہے۔ استفہامیہ جملوں میں کچھ خاص الفاظ ضرور استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے اوپر دیے گئے جملوں میں 'کیوں، کون، کسے، کہاں، کیا' وغیرہ۔

✤ ذیل میں دیے ہوئے جملوں کو استفہامیہ جملوں میں تبدیل کیجیے :

۱۔ بوڑھی کاکی زمین پر پڑی رہتی۔

۲۔ بوڑھی کاکی رونے لگی تھی۔

۳۔ ایک بھتیجے کے سوا ان کا دنیا میں کوئی نہ تھا۔

۴۔ کاکی کو لاڈلی سے محبت تھی۔

۵۔ لذت آمیز خوشبو انھیں بے تاب کر رہی تھی۔

۵۔ علم

فانؔی بدایونی

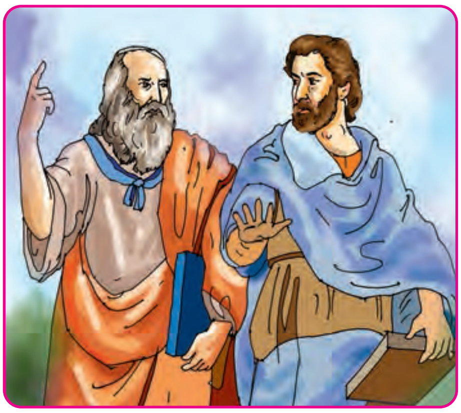

پہلی بات : ایک مرتبہ سکندرِ اعظم اپنے استاد مشہور فلسفی ارسطو کے ساتھ ایک طوفانی دریا کو عبور کر رہا تھا۔ سکندر نے پہلے آگے بڑھ کر دریا پار کیا، پھر ارسطو دریا میں اُترا۔ کنارے پہنچ کر ارسطو نے اس کی وجہ دریافت کی تو سکندر نے پہلے دریا پار کرنے کی اپنی گستاخی پر معافی طلب کی اور کہا کہ مجھے اس دریا میں ڈوب جانے کا خطرہ تھا۔ ایک بادشاہ کی موت کے مقابلے میں ایک عظیم فلسفی اور عالم کی موت دنیا کے لیے یقیناً زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتی۔ ایک مشہور قول کے مطابق ایک عالِم کی موت عالَم کی موت ہے۔ ذیل کی نظم میں علم کی خوبیاں بڑے دلکش انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

جان پہچان : فانؔی بدایونی اُردو کے ممتاز غزل گو شعرا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کا اصل نام شوکت علی خان تھا۔ ۱۳؍ستمبر ۱۸۷۹ء کو وہ بدایوں کے ایک قصبے اسلام نگر میں پیدا ہوئے۔ فانی بدایونی بریلی سے بی اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد ڈپٹی انسپکٹر مدارس بن گئے۔ پھر ایل ایل بی کا امتحان پاس کر کے بدایوں میں وکالت کی لیکن اس پیشے سے انھیں دلچسپی نہ تھی۔ آخری عمر میں انھوں نے حیدر آباد کے ایک سرکاری اسکول میں صدر مدرّس کے فرائض بھی انجام دیے۔ ’کلیاتِ فانؔی‘ اور ’باقیاتِ فانؔی‘ ان کے کلام کے دو مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ درد انگیزی، احساس کی شدت اور خیال کی گہرائی ان کے کلام کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ ۲۷؍اگست ۱۹۴۱ء کو وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔

اے علم ، تری ذات سے دنیا کا بھلا ہے
دنیا ہی نہیں ، دین کی بھی تجھ پہ بِنا ہے

تو جس کے نہیں پاس ، وہ انسان نہیں ہے
انساں کو شرف ، علم سے خالق نے دیا ہے

تو ہے وہ خزانہ کہ جسے تو نہیں حاصل
گر شاہِ زماں بھی ہو تو مفلس ہے ، گدا ہے

کھویا نہیں ، جس نے تجھے جس وقت بھی پایا
بھؤلا نہیں ، جس نے کہ تجھے سیکھ لیا ہے

تیرے ہی سبب سے ہے فلاطوں کی یہ شہرت
رتبہ یہ ارسطوؔ کو بھی تو نے ہی دیا ہے

کس خطّۂ دنیا میں نہیں تیری حکومت
شاہوں کا سر آگے ترے ہر وقت جُھکا ہے

گمراہ رہے خَلق ، اگر تو نہ ہو رہبر
گر تو نہ کہے ، کس کو خبر ، کون خدا ہے

ہے صنعت و حرفت میں بھی ممتاز وہی قوم
سو جان سے جو تیری اداؤں پہ فدا ہے

جس نے تجھے چھوڑا ، وہ گیا دونوں جہاں سے
بے دین ہے ، رسوائے زمانہ ہے ، برا ہے

چکھ ذائقۂ علم خدا کے لیے ، فانؔی
ایسا تجھے کیا اپنی جہالت میں مزا ہے

خلاصۂ کلام : شاعر نے اس نظم میں علم کی اہمیت بیان کی ہے۔ دنیا کی کامیابی اور دین کی بنیاد علم ہی پر ہے۔ علم جیسی قیمتی چیز حاصل کر کے ہی افلاطون اور ارسطو مشہور ہوئے۔ دنیا کے ہر حصے میں علم کی اہمیت تسلیم کی جاتی ہے۔ اگر علم نہ ہو تو انسان خدا کو بھی نہ پہچانے اور گمراہ ہو جائے۔ علم ہی کے سبب قوموں نے صنعت و حرفت کے شعبے میں بھی نام کمایا ہے۔ جن لوگوں نے علم سے کنارہ کشی اختیار کی، وہ دونوں جہان کی کامیابی سے محروم رہے۔

معنی و اشارات

بِنا	بنیاد	حرفت	کاری گری، ہنر
خالق	مراد اللہ تعالیٰ	سو جان سے فدا ہونا	بہت محبت کرنا
شاہِ زماں	دنیا کا بادشاہ	رسوائے زمانہ	دنیا میں ذلیل

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ سکندر نے پہلے دریا کیوں پار کیا؟

۲۔ فانیؔ نے وکالت کیوں چھوڑی؟

۳۔ فانیؔ بدایونی کی شاعری میں کون سی خصوصیات موجود ہیں؟

۴۔ خدا نے انسان کو کس چیز کے سبب عزّت بخشی ہے؟

۵۔ علم کی رہبری نہ ہونے سے انسان کا کیا نقصان ہوتا ہے؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ علم کو چھوڑ بیٹھنے والے کا کیا انجام ہوتا ہے؟

۲۔ کن مثالوں سے واضح کیا گیا ہے کہ انسان کی بھلائی کا دارومدار علم پر ہے؟

۳۔ شاعر نے علم کے کون سے فائدے بیان کیے ہیں؟

نظم کی مدد سے اشعار مکمل کیجیے :

۱۔ تیرے ہی سبب سے ہے فلاطوں کی یہ شہرت

۲۔ گمراہ رہے خلق ، اگر تو نہ ہو رہبر

۳۔ ہے صنعت و حرفت میں بھی ممتاز وہی قوم

۴۔ جس نے تجھے چھوڑا ، وہ گیا دونوں جہاں سے

وسعت میرے بیان کی

بہت علم والے کو ’عالم‘ کہتے ہیں۔ اس مثال کے مطابق ذیل کے فقرے کے لیے ایک لفظ لکھیے :

عقل والا ، صبر کرنے والا ، ظلم کرنے والا ، ظلم سہنے والا ، قتل کرنے والا ، حکومت کرنے والا ، غفلت کرنے والا

لغت کا استعمال

(الف) نیچے دیے ہوئے الفاظ کی مدد سے خانہ پُری کیجیے اور ان الفاظ کے معنی لغت میں تلاش کیجیے :

معلّمین ، علمیت ، معلّم ، علما ، معلوم ، عالم ، معلّمات

ع	ل	م			
ع		ل			
ع		م			
	ع	ل			
م		ل		م	
	ل			ت	
م		ل		ا	
	ع		م		

لفظوں کا کھیل

✤ **غیر متعلقہ لفظ کے اطراف دائرہ بنائیے:**

۱۔	مفلس	گدا	امیر	غریب
۲۔	افلاطون	سقراط	ارسطو	سکندر
۳۔	دنیا	جگ	کائنات	چاند
۴۔	مخلوق	خدا	رب	خالق

زورِ قلم

'علم کی اہمیت' کے موضوع پر پندرہ سطریں لکھیے۔

سرگرمی/منصوبہ:

علم سے متعلق اقوالِ زریں تلاش کرکے اپنی بیاض میں نقل کیجیے۔

اضافی معلومات

فاسٹ فوڈ اور اس کے نقصانات

فاسٹ فوڈ یعنی وہ غذا جو کم وقت میں تیار ہو۔ اس اصطلاح کا اندراج ۱۹۵۱ء میں پہلی بار انگریزی لغت میں ہوا۔

فاسٹ فوڈ میں پزا، برگر، چپس، سینڈوچ، نوڈلس، فرائڈ رائس، شاورما، اُپما، سموسے، وڑا پاؤ، پیسٹری وغیرہ شامل ہیں۔ ان غذاؤں میں کاربوہائیڈریٹ، چکنائی، شکر، نمک، مختلف قسم کے مسالے اور کیمیائی مادّے زیادہ مقدار میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ انھیں دلکش بنانے کے لیے مصنوعی رنگ اور خوشبو کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ مسالوں کا استعمال فاسٹ فوڈ کو زیادہ لذیذ اور چٹپٹا بنا دیتا ہے۔ اس لیے یہ لوگوں کی پہلی پسند بن گئے ہیں۔ خاص طور پر بچے اور نوجوان اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔

کبھی کبھی وقت کی کمی کے پیشِ نظر فاسٹ فوڈ کے استعمال میں ہرج نہیں لیکن انسان اس کا عادی ہوجائے تو یہ صحت کو متاثر

کرتی ہے۔

ہر کام کے اُصول ہوتے ہیں لہٰذا کھانا کھانے کے بھی چند اُصول ہیں۔ کھانا اطمینان وسکون سے کھایا جائے۔ ہر نوالے کو زیادہ سے زیادہ چبایا جائے تاکہ غذا باریک ہوجائے اور اس میں لعابِ دہن مناسب مقدار میں شامل ہو۔ اس سے غذا آسانی سے ہضم ہوتی ہے۔

فاسٹ فوڈ کھاتے وقت عموماً ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ اسے تیزی سے کھایا جاتا ہے۔ یہ عمل ہاضمے پر مضر اثر ڈالتا ہے۔ اس میں استعمال ہونے والے مسالے معدے میں تیزابیت پیدا کرتے ہیں جو آگے چل کر السر کا سبب بنتے ہیں۔ فاسٹ فوڈ میں ریشے دار جز کی غیر موجودگی سے قبض پیدا ہوتا ہے جو پیٹ درد اور بے چینی کا باعث بنتا ہے۔ چکنائی کی زیادہ مقدار جسم کو فربہ بناتی ہے اور خون میں کولیسٹرال کی مقدار میں اضافہ کرتی ہے۔ کولیسٹرال خون کی نالیوں کی اندرونی دیواروں میں جمتا جاتا ہے جس کی وجہ سے خون کی نالیوں کا قطر کم ہوتا جاتا ہے۔ نتیجے میں بلڈ پریشر میں اضافے اور دل کے امراض کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔

فاسٹ فوڈ میں موجود سوڈیم بھی بلڈ پریشر کا باعث بنتا ہے۔ ان غذاؤں میں شکر وافر مقدار میں پائی جاتی ہے جس سے انسان ذیابیطس میں مبتلا ہوتا ہے۔

بچے چونکہ فاسٹ فوڈ کے عادی ہوتے جارہے ہیں اس لیے ان میں اس کے خطرناک اثرات نظر آتے ہیں۔ اس سے بچوں میں موٹاپے کا تناسب بڑھتا ہے۔ ایسے بچے سسّت، کاہل اور چڑچڑے ہوجاتے ہیں۔ ان میں افسردگی اور بددلی پیدا ہوتی ہے۔ یہ بچوں کی دماغی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں۔

فاسٹ فوڈ کے مضر اثرات سے بچنے اور صحت مند رہنے کے لیے ہر انسان کو چاہیے کہ جہاں تک ہوسکے اس سے پرہیز کرے اور متوازن غذا کا استعمال کرے جس کے ذریعے ہمیں تمام غذائی اجزا مناسب مقدار میں حاصل ہوتے ہیں۔ متوازن غذا ہی ہماری بہتر صحت کی ضامن ہے۔